دل کی خوشی کے لیے سُنیے کچھ انشا سے آپ
بات میں اُس کی بھری ایک کرامات ہے

دیوان



مرزا سعادت یار خاں رنگینؔ اور سید انشا اللہ خاں انشاؔ

کا

مشہور کلام جو دہلی کی بیگماتی زبان اور عہد مغلیہ کے آخری
دور کی معاشرت کا آئینہ ہے

مرتبہ

نظامی بدایونی

مطبوعہ نظامی پریس بدایوں

۱۹۲۲ء

نظام الدین حسین پرنٹر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

بعد حمد رب العالمین اور نعت سید المرسلین خاکپائے شعرائے نکتہ چیں سعادت یار خاں رنگیں عرض کرتا ہے کہ بیچ ایام جوانی کے یہ نامہ سیاہ اکثر گاہ بیگاہ عرس شیطانی کہ عبارت جس سے تماش بینی خانگیوں کی ہے کرتا تھا اور اس قوم میں ہر ایک فصیح کی تقریر پر دھیان دھرتا تھا ہر گاہ چند مدت جو اس وضع پر اوقات بسر ہوئی تو اس عاصی کو اُن کی اصطلاح اور محاوروں سے بہت سی خبر ہوئی پس واسطے خوشی اُنھیں اشخاص عام بلکہ خاص کی بیبیوں کو اُن کی زبان میں اس بے زبان ہیچمدان نے موزوں کر کے دیوان ترتیب دیا بقول شخصے گندہ بروزہ باخشکہ خوردن ہر چند کہ گندہ گرا بیجا دینا ہ لیکن اُس دیوان میں لغات اور محاورے ایسے ایسے نظم ہوئے تھے کہ جو اکثر یاروں سے سمجھے نہ جاتے تھے اور وہ اُن کے دریافت کرنے کو میرے پاس آتے تھے۔ ناچار وہ جو دقیق الفاظ تھے اُن کو بندے نے اس دیباچہ میں اس طور سے شرح کر کے لکھ دیا تاکہ کسی لفظ کے معنی پڑھنے اور دیکھنے والوں سے رہ نہ جائیں۔

رنگین

فرہنگ محاورات بیگمات

ردیف الف

اُدھل گئی - بدکار ہوگئی

ادروا بیٹھی - لڑکی کے لیے کہتے کہ جو محلوں میں بہت سلام کرتی ہے۔

اَٹ کَسَت - یعنی نہایت اِلکسَت یعنی بہت سست

انوکھی بات نئی اور نادر بات ہے

اوشنک لگائی - تہمت لگائی

اوگھٹی ہے - جو بات نہیں کہنے کی ہے اُس کو کہہ گزرتی ہے۔

انگنیٹ - سراپا جسم کو کہتے ہیں (ڈیل ڈول جسم کی بناوٹ)

ان رو الٹیں سمجھتا ہے۔ جی نہیں مانتا کہ

ایسا کیا شہر شملہ پڑا ہے یعنی ایسا کیا شہر ناپرسان ہے کہ کوئی کسی کی داد کو نہ پہونچے

اپنی ایڑی دیکھ - یعنی نظر نہ لگا۔

اوشغلا اٹھایا ہے - یعنی طوفان اٹھایا ہے

آٹھ آٹھ آنسو روتی - یعنی زار زار روتی

اوپر والیاں چاہییں۔

اُسے علی کی سنوار - کوسنے کے مقام پر بولتے ہیں۔

ایڑی چوٹی پر سے وار دوں - اپنے سر پاؤں سے قربان کروں۔

اترافہ ہے - بدخو و غلط ہوتی ہے۔

اُس کو چہلوں کو دودل - کوسنے کے مقام

پر کھتے ہیں یعنی اس کے گوشت کو چیلوں کو
دوں۔
اہلی گہلی پھرتی ہی۔ خراماں اور نازاں
پھرتی ہی
اپنے دلوں سے صاف ہی۔ جی سے
صاف ہی۔
اپنی بیتی کہہ۔ اپنی سرگزشت بیان کر۔
اپنی والی پر آگر آؤں۔ اگر بدخلقی پر
کمر باندھوں اور اپنی بات کی پچ کروں تو
غضب ہو۔
آڑے دن روٹھتی ہی۔ مدام روٹھتی ہی۔
اوجلی۔ دھوبن کو کہتے ہیں۔
اوپر والا ہوا۔ چاند ہوا۔
اچھوانی۔ کئی ایک دوائیں ہوتی ہیں
کہ جچہ کو بعد لڑکا جننے کے جوش کر کے
پلاتے ہیں۔
اڈر جاوے۔ مرجاوے۔
آتون جی۔ پڑھانے والی کو کہتے ہیں۔
ایک آنکھ نہ بھایا۔ ذرا پسند نہ آیا۔

ان گنا مہینہ ہی۔ آٹھواں مہینہ ہی۔
اکل کھری ہی یعنی دو چار میں مل
نہیں بیٹھتی ہی۔
الاچی۔ دوگانا۔ اور
زناخی اور
دوست اور سہ گانہ اور
گوئیاں یہ سب ایک معنی رکھتے ہیں
الاچی اس کو کہتے ہیں کہ جو الاچی کے
دانے باہم دیگر کھاتے ہیں اور
دوگانہ وہ کہ جو بادام توام کو ایک ایک
کھا کر دوگانہ ہوتی ہیں اور
زناخی اس کو کہتے ہیں کہ سینۂ مرغ میں
سے ایک ہڈی نکلتی ہی اس کو توڑ کر باہم
زناخی ہوتی ہیں اور
دوست بھی اسی معنی میں آتا ہی۔
سہ گانہ اسے کہتے ہیں کہ جو دوگانہ کی
دوگانہ ہوتی ہی اگرچہ کمال محل رشک
ہوتا ہی لیکن یہ پاس خاطر دوگانہ کے اس کو
سہ گانہ کہتے ہیں اور

گوئیاں اصطلاح پورب کی ہی یہ لفظ اگرچہ اردو میں ٹکسال باہر ہی اور بیگمات کے نزدیک بھی معیوب ہی لیکن حال میں از راہ تمسخر کے اکثروں کی زبان پر آجاتا ہی مگر ان سب باتوں سے مراد یہ ہی کہ اکثر باہم چپٹی کھیلنے والیوں کے یہ رشتے ہوتے ہیں۔

ردیف ب

بستار کرتی ہی۔ یعنی بات کو بڑھاتی ہی
بیٹھک۔ اچھا ستھرا فرش کرتی ہیں اور نہا دھو کر اس پر بیٹھتی ہیں اور میاں شیخ سدو یا میاں شاہ دریا یا سکندر شاہ یا زین خاں یا نھنے خاں یہ پریاں یا بی بچھڑی اُن کے سر پر آتی ہیں۔
بوا۔ اُس کو کہتے ہیں کہ جس نے بڑی لونڈی کی گود میں پرورش پائی ہو۔
بتانا۔ لوہے کا کڑا ہوتا ہی کہ جس سے چوڑیاں پہنائی جاتی ہیں۔
بڑھاؤ پوشاک۔ اُتارو پوشاک۔
بڑا ارٹن۔ بڑی لونڈی کو کہتے ہیں
بللی ہی۔ احمق ہی
بڑما۔ اُس کو کہتے ہیں کہ جو بڑی نہو اور اپنے آپ کو بڑا جانے۔
بسورتی ہی۔ روتے کا منہ بناتی ہی۔
بے نماز ہوئی۔ حیض آیا۔
بغل کا گھونسا ہی۔ دشمن ہی۔
بیڑی پہنائی ہی۔ حضرت بوعلی قلندر کی منت کی نیلے سوت کی لچھی پہنائی ہی۔
بید بیدا ہی یعنی بے مروت ہی۔
بٹلا منہ ہی۔ گول منہ ہی۔
بھنبوڑا۔ دانتوں سے چیرا اور پھاڑا
برنی۔ پلکوں جھڑی۔
بوٹا سا قد ہی۔ چھوٹا سا قد ہی۔
بلبلاتی ہی۔ منت اور زاری کرتی ہی
بے رخ ہوئی ہی۔ بے مروت ہوتی ہی اور آنکھ نہیں ملاتی ہی۔
بکٹا بھرا۔ چنگل بھرا اور نوچ لیا۔

بھٹھور چولھے کی جلی ہوئی زرد مٹی کو کہتے
ہیں - بھربھراہٹ ہی - سوجن ہی -
بڑا انسا چال ہی - بہت پیچ دریچ رشتے
بڑے بول کا سر نیچا ہی - بری بات
کرنا نہ چاہیئے اُس سے توبہ ہی
بڑی چیز اُٹھاتی ہی - قرآن شریف
کی قسم کھاتی ہی جن کو نہانے کی حاجت ہوتی
ہی وہ ادب سے اور ڈر سے نام قرآن
شریف کا نہیں لیتی ہیں اور یوں کہتی ہیں
بھنڈ قدمی ہی - بد قدم ہی
بھونکڑا - بھونڈی اور بدزیب چیز کو کہتے ہیں
بُڑھبیل - بڑھیا - بیہودہ کو کہتے ہیں -
بیر دوڑاتی ہی - موکل دوڑاتی ہی -
بوغبند - بڑی گٹھری کو کہتے ہیں -
بُرچھی - مادہ خوک کو کہتے ہیں -
بیچا - بلا -
بتولے - فریب مذدے -
باجی اُس کو کہتے ہیں کہ جو چھوٹے سن میں
جنتی ہی تو اُس کو اس کی بیٹی اگر یاں کہے
تو شایانِ شان نہیں - پس وہ باجی کہتی
ہی غرض یہ لفظ ترکی ہی کہ باجی بہن کو کہتے ہیں
بدن - عورت کے عضوِ مخصوص اور مرد
کے عضوِ مخصوص کو بھی کہتے ہیں (رنگین
نے بھی معنی فحش الفاظ میں بیان کیے ہیں)
بڑھ بھس لگا ہی - یعنی بڑھاپے میں مسخراپن
کرتی ہی -
بھدرک نہیں - تمہاری بات نہیں
تمہاری بات میں استواری نہیں ہی -
برکی ماری ہی - یعنی افسوں مارا ہی -
بھلی ہی - یعنی بے مزہ اور پھیکی ہی -
بھسٹل یعنی کثیف -
بخشو - مجھے معاف کرو مجھے -

ردیف پ

پھاپھا - فریاد کش یعنی دلالہ -
پھپٹ ہائی ہی - تھوڑی بات کو
زیادہ کرنے والی بمعنی قضیہ دلال مشتر
محاورہ اہلِ پنجاب کا ہی -

پائل بچہ ہوا - پائل بچہ اُس کو کہتے ہیں کہ جس لڑکے کے جنتے وقت پہلے پانوں نکلتے ہیں۔

پرچاک پائی یعنی اجازت اور کمک پائی۔

پھو اپھوا - ایک کھیل ہی کہ دو لڑکیاں باہم ہاتھ جوڑکے چاچھیریاں لیکر کھیلتی ہیں

پتاڑ اُپھیکا - بخار ہی۔

پھول ہونے کے دن آئے یعنی کپڑوں سے ہونے کے دن آئے۔

پیٹ کی ہلکی ہی - بات کی امانت دار نہیں ہی - افشا کر دیتی ہی۔

پٹخ جاوے گی - سوجن کم ہو جاویگی

پھرول دیا یعنی کھول دیا اور افشا کر دیا اور پراگندہ کر دیا ان سب مقاموں پر بولتے ہیں یہ بھی پنجاب کا محاورہ ہی۔

پڑیاں - دو وضع کی ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ شیرینی پر چھل بی بی کے نام کی فاتحہ دلا کر بانٹ دیتے ہیں اور دوسرے سپند ور او عبیر کی پڑیاں اُن کے نام پر اوڑا دیتی ہیں

پھوٹ یعنی در گور۔

پیر سے یعنی ضد سے اور بخیلپے سے۔

پنڈاریاں اُنھیں کہتے ہیں کہ تیس دو دال کو کوٹ کر لڈو کی طرح بناتے ہیں اور چار دن ہیں کھاتے ہیں۔

پگڑی والا - حکیم - رات کو اور صبح کو شگون کے جان کر نام نہیں لیتے ہیں پگڑی والا کہتے ہیں

پانوں بھاری ہی - پیٹ سے ہی۔

پھول پڑی آگ لگے۔

پچپادی - انگیا کی آستینوں کے پاس کے کپڑوں کو کہتے ہیں۔

پٹی - ایک تو پٹاری کو کہتے ہیں دوسرے بطور صندوقچے کے ایک بنی چیز ہوتی ہی

ردیف ت

تھل بیٹھو یعنی آرام کرو۔

تھگلی - پیوند۔

تار بتار کر دیا یعنی تار تار کر دیا۔

تھتکاریاں - بیڑیاں۔

تلپٹ کر دیا ہے۔ برباد کر دیا ہے۔
تیرے کارن۔ تیرے باعث یہ اہلِ
پنجاب کا محاورہ ہے۔
تکا بوٹی کرنا۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا بیگمات
کے محاورے میں اگلی پچھلی باتوں کے
بکھان ڈالنے کو کہتے ہیں۔
تخت کی رات۔ بیاہ کی رت۔
تھس تھس گئی ہے۔ ستیاناس گئی ہے۔
تیکھی ہے۔ شوخ ہے اور گرما گرم ہے۔
تھپیائی ہے۔ تیز ہے۔ بات بات پہ تھپا لوتے ہیں
تورا بتاتی ہے۔ یعنی اپنی بزرگی دکھاتی ہے
غرور کرتی ہے۔
تھنکارا۔ نزلہ
تیتر نالا گیا۔ سلیقہ اور گھر بیت
آرایش ناسی کی۔
تلے دانی۔ ایک چھوٹی تھیلی واسطے
سوئی اور پیچک رکھنے کے بنا لیتے ہیں
اُس کو کہتے ہیں۔
تیس دن بیجنی ہوئی۔ یعنی ہم بیجنیں

ہوں۔
تیر بیز کروں۔ تیروں سے چھلنی کروں
تیش میں ہے۔ یعنی غصہ میں ہے (طیش
ط سے صحیح ہے مگر انہوں نے زمانہ محاورہ
میں نہیں لکھا ہے۔ مولف)
تو تو چوڑتی ہے۔ یعنی طوفان لیتی ہے۔
تیری بہاو میں کچھ نہیں۔ یعنی تیرے
حساب میں کچھ نہیں۔
تانستی ہے۔ ڈراتی ہے۔ گھرکتی ہے اور برا
کہتی ہے۔
تیرا نور اڑ جائے۔ تیرا حسن جاتا رہے
تو مڈالا۔ پراگندہ کیا۔
تلے اوپر۔ تہ و بالا۔ اوپر نیچے۔
لگاتار۔
تختی۔ سینہ و کمر اور بازو کو کہتے ہیں

ردیف ٹ

ٹھیکری۔ یعنی پیشانی مقام مخصوص کو
کہتی ہیں۔ ملاحظہ ہے۔

آنسوے بہاتی ہی۔ یعنی روتی ہی۔
ٹھنڈی کرڈالوں گی۔ توڑ ڈالوں گی
ٹوکی۔ کٹوریوں کو کہتے ہیں۔
ٹھنڈی نکلی۔ سیتلا نکلی۔

ردیف ج

جل جوگنی۔ چیل۔
جلے پانوں کی بلّی۔ اس کو کہتے ہیں کہ جو گھڑی گھڑی ناحق پھرتی ہی۔
جیا۔ اُسے کہتے ہیں کہ جو دودھ پلائی ہو یا جسے بجائے دودھ پلائی دائی کے جانتے ہیں۔
جی بھاری نہ کر۔ یعنی رو نہیں تو۔
جی کا بخار نکالا۔ جی کا ارمان نکالا۔
جھل بجھی۔ خواہش شہوانی۔
جیبھی۔ ایک کمان کی مانند چیز ہوتی ہی کہ جس سے زبان کو صاف کرتے ہیں۔
جھانکا۔ قریب منہ کے آگ لانے کے مقام پر لگاتے ہیں۔

جھنجوڑا۔ یعنی ہاتھوں سے چیرا۔

ردیف چ

چندیا سے پرے ہٹ۔ یعنی میرے سے دور ہٹ۔
چرباک ہی۔ یعنی زبان دراز فریبی ہی۔
چاؤ۔ یعنی ارمان۔
چھو چھو اس کو کہتے ہیں کہ جو لونڈی ہم عمر برابر کی ہوتی ہی اور ساتھ کھیل کے بڑی ہوتی ہی۔
چونڈا۔ سر کے بال اور سر کو کہتے ہیں۔
چھٹیل ہی۔ بھٹے باز ہی۔
چھتیسی ہی۔ آٹھوں گانٹھ کمیت ہی
چھاتی پر مونگ دلی۔ رقیب کے سامنے معشوق کو ساتھ رکھ کر اُس کو آتش رشک سے جلایا رنگین نے اس مطلب کو فحش الفاظ میں بیان کیا تھا مولف نے الفاظ بدل دیے ہیں
چھاجوں مینہ برستا ہی۔ یعنی بہت

مینہ برستا ہے۔

چھب۔ اوڑھنے اور پہننے کو کہتے ہیں۔

چھُدّا۔ اُس مقام پر بولتے ہیں کہ ایک بات ایسے وقت پر کہی کہ وہ نہ مانے اور اپنی گردن سے بوجھ اُترے۔

چس گئی ہے۔ فقط انگیا کے مقدمے میں بولتے ہیں۔

چلپسی ہے۔ یعنی خوب گرما گرم ہے۔

چواؤ۔ چرچا اور تکرار بیجا کہ جس میں عجب رسوائی کا حد سے زیادہ ہو

چڑیا۔ انگیا کی دونوں کٹوریوں کے بیچ کی دوخت کو کہتے ہیں۔

چرچل ہائی ہے۔ یعنی نخرے کرنیوالی ہے

ردیف ح

حفظ نظر۔ نظر بد دور۔

حرفت بازی کی۔ یعنی فریبی اور مکار ہے۔

حامی بھری ہے۔ یعنی اقرار کیا ہے۔

ردیف خ

خدا سمجھے تجھے۔ یعنی تو خدا کے غضب میں گرفتار ہووے۔

خشکہ کھاؤ۔ یعنی جاؤ اور خوش ہو

خبلاپن ہے۔ احمق پن ہے۔ خبلا ہو داہی ہو۔

ردیف د

دائی کو میری کوستی ہے۔ یعنی مجھ کو کوستی ہے

دن ٹل گئے۔ یعنی ایام حیض کے ٹل گئے۔

دوگانہ۔ جو باہم بادام توام کو کھاتی ہیں اور چپٹی کھیلتی ہیں۔

دوپٹھی۔ ایک وضع کی جالی ہوتی ہے کہ اس کا دوہرا انجانہ ہوتا ہے۔

دو منہ ہنس لی یعنی ذرا ہنس لی

دھندلے یا دھبت یعنی مکر اور فریب اور حیلے یا دھن۔

دھو کر اٹھایا ہے۔ یعنی منت جو مانتی ہیں تو قاعدہ ہے کہ واسطے یادداشت کے آنچل یا پیسہ یا روپیہ اس سے دھو کر چھوڑتی ہیں بعد مراد بر آنے کے نیاز کرتی ہیں۔

دو جی سے ہے۔ یعنی پیٹ سے ہے۔

دو حرف بھیجتی ہوں یعنی لعنت بھیجتی ہوں۔

درد کھاتی ہے یعنی لڑکا جنا چاہتی ہے

دودا۔ اس کو کہتے ہیں کہ جس لونڈی کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔

دال میں کالا ہے۔ اس میں کچھ خلل ہے۔

دونا۔ نیاز۔

دھڑ لیٹ انگیا کی کٹوریوں کے نیچے کے کپڑے کو دھڑ کہتے ہیں۔

دو بھر ہوا یعنی مشکل ہوا۔

دور پار۔ خدا نہ کرے۔

دوہاجو۔ وہ جس کا پہلا خصم مر جائے اور دوسرا خصم کرے یا وہ مرد جس کی پہلی جورو مر جائے اور دوسری جورو کرے۔

دیو سا۔ یعنی وہ مرنے کا جس دن مرد مرا ہو۔

ردیف ر

رنڈاپا یعنی خصم مر جانا۔

راج کرے یہ الفاظ یعنی آگ لگے اس الفاظ کو۔

رکھی ہو یعنی دانستہ ہو

رائی بیتا کی چوڑیاں۔ ایک قسم کی باریک چوڑیاں ہوتی ہیں۔

رسی۔ عورتیں سانپ کو رات کے وقت رسی کہتی ہیں۔

رسی باندھی ہے۔ یعنی اندھا ہے۔

رت بدلا ہے۔ ادھر سے منہ پھیرا ادھر

دوستی موقوف کی۔

روٹی اٹھائی۔ قرآن شریف اُٹھایا یہ لفظ ادب سے اور ڈر سے بولتے ہیں بلکہ بیشتر جو ناپاک ہوتی ہیں تو وہ اس طرح سے کہتی ہیں۔

ردیف ز

زناخی۔ جو زناخ توڑ کر باہم زناخی ہوتی ہیں۔

زمین دیکھی۔ رنگین نے زمین دیکھنے کے معنی رد کرنا لکھا ہے یعنی نفی کرنا۔ اور زمین دیکھنا ذلیل ہونے سے بھی مراد ہے مولف

زہر کی گانٹھ ہے۔ بدذات ہے۔ اور بدباطن ہے۔

زمین کا پیوند ہو جائے۔ مر جائے۔

ردیف س

سکہ بٹھایا ہے۔ حکم بٹھایا ہے۔

سنائی آئے۔ خبر کسی کے مرنے کی آئے۔ یہ بھی محاورہ اہلِ پنجاب کا ہے لیکن اکثر بیگمات کی زبان پر جاری ہے۔

ستھرائی۔ جھاڑو۔

سُتنیا۔ یعنی بہنی یہ لفظ غصے کے وقت بولتے ہیں۔

سر چوٹ ہے۔ یعنی خلاف مرضی ہے

سہیلی۔ لونڈی۔ جو ہم عمر برابر کی ہوتی ہے۔ اُس کو کہتے ہیں۔

سیلی۔ اُس کو کہتے ہیں جو رونگٹے پیرو پر نکلتے ہیں۔

سنجوگ۔ ملاقات۔ ملاپ باہم۔

سہنک اُس کو کہتے ہیں کہ جو نیاز حضرت خاتونِ جنتؑ کی ہوتی ہے صحیح لفظ صحنک ہے

سکھی وہ لڑکی جو ذات اور عمر اور دولت میں برابر ہوتی ہے

سناٹو۔ جو چھپ کر باتیں سنے۔

ردیف ش

شغل۔ یعنی نالائق اور بدکار۔

سترکی ملونگی۔ یعنی متقر ماونگی۔
شاہ کملی کا تکیہ۔ شاہجہان آباد میں حضرت قطب صاحب کی درگاہ میں ایک تکیہ ہے کہ وہاں اکثر بیگمات عرس میں جاتی ہیں اور وہاں کی فقیرنی کہ امیرزادی تھی اور وہاں فقیر ہوکر بیٹھی تھی اس کا نام شاہ کملی تھا جن دنوں میں کمال ضعیف تھی بندہ نے بھی اس کو دیکھا ہے۔ مدام پوشاک بہت ستھری پہنتی تھی۔ نہایت پاک اور پاکیزہ رہتی تھی اور مکان کو بھی حد سے زیادہ صاف اور شستہ رفتہ رکھتی تھی اور خود بھی باوجود اس ضعیفی کے نہایت خوب صورت تھی
شارخوری۔ یہ لفظ حقیقت میں شورہ خوردہ تھا یعنی دیوار خشت شورہ خوردہ اس کو بیگمات نے اختصار کرکے شار خوری ٹھہرایا ہے یعنی ناکارہ اور ناقص اور موخ اور کہنہ ہے۔

شی پائی۔ یعنی اجازت پائی۔
شہتوت کٹایا۔ عضو مخصوص کٹایا رنگین نے اس موقعہ پر فحش لفظ لکھا
شتالح۔ یعنی حرام کار۔

ردیف ص

صندل گھسیں۔ یعنی چپٹی لڑیں۔
صبورا۔ یعنی مصنوعی عضو مخصوص کچکڑ کا یا ہاتھی دانت کا یا پیسوں کا جو واسطے تشفی خاطر کے بناتی ہیں۔ اور اس میں لعاب بہدانہ یا لعاب اسپغول کو بھرتی ہیں۔
صبر سمیٹتی ہے۔ یعنی طوفان لیتی ہے۔

ردیف ط

طبق۔ اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز پریوں کی نیاز کی ہوتی ہے۔

ردیف ف

فلانی - بالا کو کہتے ہیں - اور اندام نہانی کو بھی کہتے ہیں (یہاں رنگین نے فحش لفظ لکھا ہے -

فطرتی ہے - یعنی مکار اور حیلہ باز ہے -

ردیف ق

قطامہ - یعنی کٹنی ہے -

قصہ باندھا ہے - یعنی قصہ شروع کیا ہے اور معرکہ برپا کیا ہے -

قادری - وہ قسم سینہ بند کی جو چین دار ہوتی ہے -

قرق بٹھاتی ہے - یعنی حکم بٹھاتی ہے اور منا ہی کرتی ہے -

ردیف ک

کرتوت - یعنی جادو اور وہ فعل کہ جو زبوں ہو -

کٹر - یعنی سنگدل -

کھڑلے - کان کے اوپر کے سوراخ کو کہتے ہیں -

کوکھ سے ٹھنڈی ہے - یعنی اولاد والی ہے

کھڑا دونا دونگی یعنی نیاز مشکل کشا کی دست بدست دوں گی -

کالے کوس ہے - یعنی بہت دور ہے -

کاکا - اُس خواجہ سرا کو کہتے ہیں کہ جس کی گود میں باپ نے پرورش پائی ہو

کھاک سی - وہ جو زچہ بعد جننے کے پیٹ کھجلاتی ہے اور لکیریں سپید سپید موٹی موٹی پیٹ اور چھاتیوں میں اور رانوں میں پڑ جاتی ہیں -

کنوٹھی ہیں - یعنی پہلو میں -

کیڑیاں نکالی ہیں یعنی جو نکمیں نکالی ہیں

کسی سے اٹکی ہے - یعنی کسی پر مفتون ہے

کشتی - سر میں تیل ڈالنے کی پیالی کے طور سے ہوتی ہے اُس کو کہتے ہیں -

کٹڑیل ڈال - یعنی کھول ڈال اور تہ و بالا
کر ڈال۔

کارن - باعث۔

کسو یعنی قحبہ

کہرام مچایا ہے - یعنی ماتم بے حد کیا اور
رونا پیٹنا اور شور و غل مچایا ہے - مگر یہ
یہ کہ یہ لفظ تہ عام ہے اور اکثروں کی زبان
پر ہے اور اردوے معلی کے مرد اور
رنڈی سب بولتے ہیں۔ محاورہ
رنڈیوں کا نہیں ہے۔

کیجا جان دائی کو کہتے ہیں - یا اُسے
کہ جیسے بجائے دائی کے سمجھتے ہیں۔
یا جیسے جان کی برابر عزیز سمجھتے ہیں۔

کھڑپی - انگیا اور پشواز کی موڈھوں
کی تراش کو کہتے ہیں۔

کٹارا - کئی ایک دوائیں ہوتی ہیں کہ
اُنھیں بیٹھ کر ... پلاتے ہیں

کوکا - ... دائی کی بیٹی کو کہتے
ہیں؛

ردیف گ

گھر گھالے ہیں - یعنی گھر برباد کیے ہیں
یہ لفظ ٹکسال باہر ہے لیکن شوخی اور بانکپن
کی راہ سے زبان پر لاتے ہیں۔

گرج کر بولے - بہ آواز مہیب ڈرا کر
اور چلّا کر بولے۔

گات - چھاتیاں۔

گود بھری جاتی ہے - یعنی جب حمل کو
سات مہینے گزرتے ہیں تو اس کی خوشی
ہوتی ہے۔ اور بڑی بوڑھیاں واسطے
شگون کے اس کی گود میں اقسام کے
میوے بھرتی ہیں۔

گاچ - فرنگ کا ایک کپڑا بہت باریک
درخت کی چھال کا بطور لاہی کے ہوتا ہے

گلٹی اس پھوڑیا کو کہتے ہیں کہ جب گلے
کے اندر نکلتی ہے قریب تالو کے۔

گھر کھوج مٹے یعنی ستیاناس گئی۔

گڑگڑیاتی ہے - یعنی بہت منت کرتی ہے اور

عاجزی کرتی ہے۔

ردیف ل

لگاتا ہے۔ یعنی چغل خور ہے۔

لُتری ہے۔ جو ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر لگاتی ہے۔

لیترو۔ بیہودہ کو کہتے ہیں۔

لو۔ کان کی جڑ کو کہتے ہیں۔

لو پانی ایک کیا۔ یعنی بہت غصہ کیا اور نہایت طیش لایا۔

لکھوٹا اور لاکھا۔ پان کے رنگ کو کہتے ہیں کہ جو ہونٹھ پر لگاتے ہیں۔

لٹی ہے۔ یعنی فریفتہ ہے۔

لگانی بجھانی ہے۔ یعنی دراندازی اور غمازی کرتی ہے۔

لشکر والا۔ یعنی ختنہ۔

لو کالے لگے۔ یعنی گرم [illegible] محاورہ اہل پنجاب کا ہے۔

لپکا اس پا [illegible]

[illegible] تاج کی ہے۔

لوٹھا ہے۔ یعنی مسٹنڈا ہے۔

ردیف م

مانگ سے ٹھنڈی ہے۔ یعنی سہاگن ہے۔

مان کرتی ہے۔ یعنی غرور کرتی ہے۔

ملیا میٹ ہوا۔ یعنی برباد ہوا

مان تمہد مجھسے نہیں اٹھ سکتا یعنی ناز بیجا مجھ سے نہیں اٹھ سکتا۔

مسکی۔ فقط چولی کے حق میں بولتے ہیں

منہ پھوڑ کر کہا۔ یعنی بے شرم ہو کر کھلے۔

مت ماری گئی۔ یعنی عقل ماری گئی یہ بھی محاورہ اہل پنجاب کا ہے۔

منہ بھرائی دی۔ یعنی رشوت دی

مینا۔ یعنی آنکھ کی پتلی۔

[illegible] سر سے آئے۔ یعنی کپڑ ول سے آئے۔

میرے منہ سے چاٹتے ہیں۔ یعنی [illegible] عشق اور میری خاطر چاہتے ہیں

مٹکنا سا ہی - چھوٹا سا ہی -
مردار ہی - یعنی چھپکلی ہی -
میٹھا برس ہی - تیرھواں یا اٹھارہواں برس ہی -
میرے منھ سے ہی - میرے باعث سے ہی -
مرداری - چھپکلی -
مرچ ہی - بہت گرما گرم اور تیز ہی -
ملاکٹ - انگیا کی کٹوریوں کو کہتے ہیں
معمول کے دن ٹل گئے - حیض کے دن ٹل گئے -
ماموں - سانپ کو کہتے ہیں -
مغز کے کیڑے نہ اڑاؤ - یعنی سر نہ پھراؤ
محرم - انگیا
ملنے سے مجھے چڑ ہی - جماع سے مجھے نفرت ہی -

ردیف ن

نوج - نج - دونوں ایک معنی رکھتے ہیں - یعنی خدا نخواستہ یا خدا نہ کرے کے مقام پر بولتے ہیں -
ناگن - گدی کے اوپر سر کے بالوں میں ایک کھونری ہوتی ہی اُس کو کہتے ہیں
ننا میاں - یعنی چڑیلیں -
نگھ کی چوڑیاں - ایک قسم کی چوڑیاں بہت عمدہ ہوتی ہیں انھیں کہتے ہیں
ناک چوٹی میں گرفتار ہی - یعنی صاحب غیرت ہی اور نخوت اور پندار میں گرفتار ہی -
نگوڑی ناٹھی ہی - بیکس اور بے اولاد
نہوڑے - نہیں بھلاتے - گو نہیں بھاتا
ناک نہ رہی - یعنی عزت اور حرمت نہ رہی
نیم تنا - بطور کرتے کے بہت کلیوں کا ہوتا ہی -
ننگی شمشیر ہوں - یعنی بے محابا اور نڈر ہوں -

ردیف و

وہ بات ہو گئی - مجامعت ہو گئی -

ردیف ہ

ہوکا ہی۔ یعنی قناعت اور سیری نہیں۔
ہر بائی ہی۔ یعنی ہر کام کی ہی۔
ہرجائی ہی۔ یعنی تلون مزاج ہی۔
ہوک۔ پسلی کے درد کو کہتے ہیں۔
ہاتھ پتھر کے تلے ہی۔ یعنی مقام مجبوری ہی
ہلکان ہوئی۔ یعنی حیران ہوئی۔
ہلجان۔ شادی کے بعد ہر ایک پیسے ملا کر پوری حلوا کچوری منگا کر کھاتی ہیں۔
ہتیلی میں چوپڑا۔ یعنی مہدی کے رنگ میں سپید دھبہ رہ گیا۔
ہمیں ہی ہی کرے۔ یعنی ہمارا مردہ دیکھے اور پیٹے۔
ہماری بھتی کھاوے۔ یعنی ہمارا حلوا کھاوے۔
ہینگو۔ بلی کو کہتے ہیں اور بیشتر نکٹی بھی کہتے ہیں یعنی رات کو چلتے ہیں اس کا نام نہیں لیتی ہیں۔

ہولا جولی نہ کر۔ یعنی گھبرا نہیں۔
ہاتھ پر ہاتھ دھری نہ بیٹھی ہوں۔ یعنی بیکار نہ بیٹھی ہوں۔

ردیف ی

یگانہ۔ وہ کہ جس نے ارادہ چھٹی لڑنے کا مصمم کیا ہو لیکن ابھی کچھ نہ ہوا ہو۔
یہ کس کا موتا ہی۔ یعنی یہ کس کا نطفہ ہی

شیخ سدّو
میاں زین خاں
میاں صدر جہاں
پیر ہٹیلے۔
ننھے میاں
چہل تن
میاں شاہ دریا
شاہ سکندر
ساتوں پریاں یعنی
لال پری
سبز پری

سیاہ پری۔
زرد پری
دریا پری
آسمان پری
نور پری۔ ان سب کو بہت مانتی ہیں اور
اپنا ہادی اور رہنما جانتی ہیں۔ لیکن میاں
شاہ دریا اور شاہ سکندر اور ساتوں
جانیاں سب کے حق میں یہ کہتی ہیں کہ یہ سب
بھائی اور بہن ہیں ان کو جنت سے حق
سبحانہ تعالیٰ نے حضرت خاتون کے
ساتھ کھیلنے کو بھیجا تھا کہ خدمت کیا کریں
اُن کی لونڈیاں اور غلام ہیں۔ پس اس
سبب سے ان کو اُن سب سے افضل
سمجھتی ہیں بابا۔
میاں شاہ دریا اور
سکندر شاہ کو بیشتر نوری شہزادہ
کہتی ہیں یعنی ان کی خلقت نور سے ہے۔

فقط

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

واری ترے جاؤں میں خالق ہی تو خلقت کا
کب مجھ سے بیاں ذرہ ہووے تری قدرت کا

کچھ مجھ کو گناہوں کا خطرہ نہیں محشر میں
چھوڑوں گی نہیں دامن خاتون قیامت کا

تو وہ ہی جواں جس نے پھر کر کے زلیخا کو
یوسف کو کیا مفتوں اس چاند سی صورت کا

پہلو سے گئی واں تک تھا رابعہ بصری کو
یہ شوق دیا تو نے کعبے کی زیارت کا

جو نوح کی بیٹی تھی تھا واعلہ نام اُس کا
طوفاں میں کیا تو نے مورد اُسے لعنت کا

اور حضرت عیسیٰ کو بن باپ کیا پیدا
مریم کا مرے والی شاہد ہے تو عصمت کا

قربان ترے مجھ سے اور میری دوگانے سے
بھر عمر رہے رشتہ باہم یہ محبت کا

اب آٹھ پہر تجھ سے مانگوں ہوں دعا یہ میں
بندی کو پڑے ہوکا رنگیں کی نہ چاہت کا

۲

مجھ پہ طوفان نہ لے چاہ کا چل دور ددا
جھوٹ سے منہ کالے ترے جائیگا اڑ نور ددا

ایک تو شکل ڈرانی ہی تری بیچا سی
تسپہ یوں پھاڑکے دیدے مجھے مت گھور ددا

پک گیا ہی ترے ہاتھوں سے کلیجہ میرا
تجھ کو دوں چیلوں کو گر ہو مرا مقدور ددا

اس لگانے سے ترے اور بجھانے سے ترے
تیرے نالو میں الٰہی کرے ناسور ددا

بڑبڑاتی ہی تو کیا صبح کو کل رہ تو سہی
ہڈی ہڈی تری کرنی ہی مجھے چور ددا

دوستوں کو مرے دشمن تو کیا ہی تونے
اور کیا چاہیے کیا ہی تجھے منظور ددا

تیری تو تو نہیں بنتی ہی بھلا جس تس سے
پھر یہ کیوں کرتی ہی رنگین کا تو مذکور ددا

۳

رات باتوں میں یہاں تونے گزاری انّا
صدقے تیرے کسی ڈھب سے اسے لا ری انّا

سوچ اس کا نہ ہو گر مجھ کو تو پھر کس کو ہو
جانتی تو نہیں کیا پانوں ہی بھاری انّا

آج لشکر وہ سدھارا یہ کہا کیوں انّا
تونے کلی سی یہ کیا چھاتی میں ماری انّا

آٹھ آٹھ آنسو رلاتی ہی مجھے اس کی چاہ
روز و شب رہتے ہیں اشک آنکھوں سے جاری انّا

ہوئی جو ہونی ہے سو ہو بندی ملے گی شرطی
وصل کی اس رات زباں اب تو میں ہاری انّا

میں نے مانا ہی کہ وہ آئے تو میں بٹھا دوں
لا کسی طرح اسے اے میری پیاری انّا

وہ ملے مجھ سے جو آکے تو علی جی کی قسم
دوں گلے اپنے کا جوڑ لے تجھے بھاری انّا

اٹھتے ہی صبح کو اٹھ جاتی ہی رنگین کے پاس
کہیو سب حال مرا میں ترے واری انّا۔

سنا ہی ... زناخی تو نے آ جا جب سے آئی ...
چھلو چھلا قرض صاحب ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
دوگانہ ... [illegible]

لگی ہی تب سے کلمہ پڑھنے تو از خود ... کا
دوگانہ منہ برستا ہی مہینہ ہی یہ ساون کا
پیکیا چھوٹ جاوے یا الہی ... کا
دوگانہ مجھ سے اٹھ سکتا نہیں ... کا
زناخی مارتا ہی مجھ کو ذرا تیری ... کا
... ہی درست جانی کون ... کا

... سے وہ چھیل پاوے الہی جب نظر میری
وہ کون انسان ہی جو غش نہیں رنگیں کے جوبن کا

کل جو مغلانی نے سی دے کے مروڑی انگیا
لے گئی کھول کے تو شب کو دوگانا ساری
ٹھیک کچھ کاٹ پہ یہ ہی نہیں بی مغلانی
رات کو عطر کی شیشی یہ اونڈیلی اُس نے
دھوئی ہی دیکھو بے طرح سے کیا ادھلی نے

ہو گئی تنگ پچھاؤں سے نگوڑی انگیا
ایک بھی میرے پہننے کو نہ چھوڑی انگیا
تنگ اس سے بھی ذرا سیجیو تھوڑی انگیا
کہ سحر اٹھ کے وہ سندی نے نچوڑی انگیا
کاچ کی میری نئی دے کے مروڑی انگیا

ٹوکیاں اور کچھ دے ہوئی سب تار تنار
پچ کچا کر کے جو رنگیں نے نچوڑی انگیا

نیند آتی نہیں کم بخت دوانی آجا
ہاتھ پتھرے ہوئے کس کے ہی چھلّے کا داغ
جب وہ روٹھا تھا تبھی تو نے یا مجھ سے دیا
سبز رنگ اب کے ہی نوروز کا اس سر کی قسم
بال ماتھے کے جو ڈورے سے لیے ہیں تو نے

اپنی بہنی کوئی کہہ آج کہانی آجا
دی ہی یہ کس نے تجھے اپنی نشانی آجا
میں نے کچھ قدر تری ہائے نہ جانی آجا
جوڑا لا کر تو پنھا دے مجھے دھانی آجا
شکل لگتی ہی تری آج ڈرانی آجا

غم ہی رنگیں کو نہ میرا ہو میں اُس کے پیچھے
مفت برباد ہوئی میری جوانی آجا

مجھے چاہیئے ہی دھواں دھار جوتا
عجب کچھ چپلا پنے سے چلے ہو
بنایا ہی کم بخت نے ماند کتنا
ٹکے تسپہ موتی ہیں بے ربط دانے

کوئی لادے اناّ طرح دار جوتا
پہن کر دو گانا انی دار جوتا
نہ لے ایسا کوئی خریدار جوتا
یہ اُس جوتے والے کے سر مار جوتا

کبھی میں نے پہنا نہیں یوں تو رنگیں
جھلا بور لایا ہی سو بار جوتا

خدا جانے یہ کس کا ہی موت خوجا
محل میں موا رنڈیاں گھورنے کو

قیامت رنگیلا ہی یاقوت خوجا
ہوا ہی کٹا اپنا شہتوت خوجا

مجھے زہر لگتا ہی خبیلاپن اُس کا
بلّا سا ہی یہ نرا اودت خوجا
دوگانا کو اور مجھکو دیکھا جو لیٹے
تو پھر کیا گرج کر ہوا بھوت خوجا

غضب ہی کہ رنگیں کا دل پھاڑنے کو
نیا روز کرتا ہی کرتوت خوجا

آکے بیٹھا ہی ابھی وہاں سے بچارا انگاّ
اب جو بھیجوں تو نہ جاویگا دوبارا انگاّ
پاگئی میں کہ یہ لایا ہی وہیں کا پیغام
آکے نزدیک جو پڑوے کے پکارا انگاّ
جاکے تو میری دوگانہ کو یہ پیشواز دے آ
تیرے صدقے گئی اچھا مرا پیارا انگاّ
یاں کے اس پیر سے آپس کے یقیں ہی مجھ کو
بیٹھ رہوے گا کہیں کرکے کنارا انگاّ
جلکے واں حال مرا روز نہیں کہ آتا
تیری ان باتوں نے جی سے مجھی مارا انگا
میرے منہ سے ہی یہاں بعد مرے یا قسمت
کوئی دن اور بھی کر اپنا گزارا انگا
جیتے جی میرے کہے کوئی تجھے آدھی بات
بات ہرگز یہ نہیں مجھ کو گوارا انگا

لایا رنگیں کو نہ ساتھ اپنے کہہ آیا پیغام
سر سے اک بوجھ سا یہ تونے اُتارا انگاّ

دائی تھی چوٹی گھر اُس کے میں کل چور پڑا
ہوئی باجی وہ مثل چور کے گھر مور پڑا
[illegible]
[illegible]

میں تجھے چاہوں زناخی تو نچلا ہے مجھ کو
آنکھیں دکھتی ہیں ملکتی ہو مری دائی یوں
کوڑہ ین سے جو دوا تو نے لگائی مہندی
تیری خاطر کروں کتنک میں دوگانا پیاری

طور میری تری الفت کا ہی کچھ اور پڑا
جیسے چلائے ہی رستہ میں کوئی کو رپڑا
تو ہتھیلی میں مری دیکھ لے یہ چور پڑا
پھر اس بات کا لپکا تجھے در گور پڑا

دیکھ لی تو بھی جیانا م ہی رنگیں اس کا
سر پہ جس کے وہ دوپٹہ ہی جھلا بور پڑا

یاں تک د میسر ا پرانا رونا
دہر کو زناخی کی بھیجا تھا میں نے
مقیں جان او کلے انکا ہوا ہی
رونا وہتی ای جو ہر بابی ہووے
ہراجی دھڑکتا ہی نا وقت میں نے
کھڑے پاؤں بیٹھک رنگ آج ہو گئے

یہ ہی سب رونوں کا نانا رونا
گیا اور کے گھر دوگانا رونا
دداوہ ہمار افسانا رونا
کچھ آسان نہیں ہی کہانا رونا
گیا ہی ادھر کو روانا رونا
سلامت وہاں لیکے کھانا رونا

کیسے میرا پیغام رنگیں سے جا کر
کچھ اس طرح سیکھے کمانا رونا

زہے لگتا ہی دوگانا مجھے جانا تیرا
ہاں جو بھاتا ہی تو بھاتا ہی یہ آنا تیرا

میرا خاصہ جو دھرا ہے وہی کر نوش جان
سوچ تو جی میں زناخی مجھے بھولے کیونکر
ہونٹھ کو تو نے دوا اپنے بنایا ہے جونک
آوے کب گھر سے خدا جانیے کھانا تیرا
یوں[لہ]..... سے ..... کا یہ اٹھانا تیرا
کیا مری چڑھ ہے دھڑی کا یہ جمانا تیرا

سب سے روح اڑ گئی تو جب سے ملا ہے یہ نگین
پھرتا چھاتی پہ ہے وہ سانپ سُلانا تیرا

کس نے ڈالا ہے زناخی زور مت ٹسوے بہا
گو مجھے تانیگی باجی تیرے کارن لے بلا
ہو رہی کس کو کھڑی ہے پاس تیرے دیکھ تو
مجھ کو تو گاڑے دوگانا اپنا جی بھاری نہ کر
کیا بُری خبر تری درگور مت ٹسوے بہا
میں نہیں کرنے کی تجھ کو شو مت ٹسوے بہا
نان کر نوالے نگوڑے مو مت ٹسوے بہا
لے گیا لو لوٹ کر گھر جو مت ٹسوے بہا

جو نہ جانے تجھکو رنگیں اُس سے کر چھل کھیلنے
چھوڑ دے انگلی کی میری پور مت ٹسوے بہا

شب کو اُس جسنتی بچہ نے یہ غضب خالا کیا
حفظ نظر کو کا جو میری تھی جوان چھٹی کے بعد
چھپ کے مجھ سے منہ دوگانا کا مری کالا کیا
پیٹ اُسے جب رہ گیا جب دوسرا چالا کیا

لہ بوجہ فحش ہونے کے اس مصرعے سے دو لفظ ترک کیے گیے۔

کون ایسا ہی ددا جس پر کہ اترا تی ہو تو — کوئی پیدا پھر بنا کیا چاہنے والا کیا
چھاتی میں اپنی زناخی کی سراہوں اے جیا — میں نے اس کی چھاتیوں کو تو م گرگا لا کیا
کچھ نہ دم مارا مری خاطر سے اس نے یہ نہا — میں نے جس جس طور سے چاہا تہ و بالا کیا

اے ددا کس سے کہوں رنگیں کی چھل بل ماں نہاں
بیر[1] دوڑانے میں اُس نے مات بنگالہ کیا

ہر چند میں زناخی سے بیزار ہوں جیا — پر کا کلو د اپنی سے ناچار ہوں جیا
مجھ سے کسی کا اُٹھ نہیں سکتا ہی ہان ہٹ — میں آپ ہی ناک چوٹی گرفتار ہوں جیا
لازم نہیں ہی باجی کو یوں تا تسنا مجھے — ہر چند طیش[2] کی میں سزادار ہوں جیا
بس ہو مرا تو اُن کی چھری بھونکوں پیٹ میں — آنکھوں میں جن کے پیر سے میں خار ہوں جیا

کچھ احتیاج نامہ و پیغام کی نہیں
رنگیں کے پاس جانے کو تیار ہوں جیا

لے رہیگا میرا جی کو کا یہ نہلانا ترا — ہی مری چڑ ٹھنڈے اس پانی سے نہلانا ترا

[1] بیر - منتر۔
[2] طیش کو ہر جگہ رنگین نے تیش لکھا ہی۔

یہ زناخی کھل گیا باجی یہ مجھ کو سیر میں
گاہ لے جانا یہاں سے اور ٹہلانا ترا

تو ہنسی سے اور بھی کہتی ہو دہل جاتی ہوں میں
بھاڑ میں جاوے جیا ہر دم یہ دہلانا ترا

رات ہی تو کیا ہوا کو کا دوگانا کو تو لا
خوش نہیں آتا مجھے اس دم یہ بہلانا ترا

اوڑھنی بھاری مری یہ ہو گئی آنا خراب
ہو مری سر چوٹ اسے یوں کر گئے لانا ترا

نوج اس بندی کو بھولی اے زناخی دو پہر مار
اپنی آنکھوں سے مرے تلووں کا سہلانا ترا

اس تری للّو کے صدقے میں گئی رنگیں مری
مجھ کو بھاتا ہی غزل جھٹ سے یہ کہہ لانا ترا

ردیف ب

میرے گھر میں زناخی آئی کب
میں نگوڑی بھلا نہائی کب

صبر میرا سمیٹتی ہی دد
شب کو بولی تھی چارپائی کب

کل زناخی تھی میرے پاس کدھر
اوڑھ کر بیٹھی تھی میں رضائی کب

لڑکی مدت سے وہ گئی ہو روٹھ
میری اس کی ہوئی صفائی کب

وہ نبختی تو اپنے گھر میں نہ تھی
پاس اُس کے گئی تھی دائی کب

دوڑی لینے کو میں اُسے کس دم
پانوں میں میرے موچ آئی کب

کھانا کھایا تھا میں نے اُس نے کہاں
اور منگوائی تھی ملائی کب

کی تھی شب میں نے کس جلہ کنگھی
ہرگز آتی نہیں ہی سانچ کو آنچ
آرسی اُس نے تھی دکھائی کب
پیش جاوے گی یہ بڑائی کب

گوندھ کر ہاتھ پانوں میں رنگین
اُس نے مہندی مرے لگائی کب

روایت

مری جی جلاتی ہو دائی کی بات
یہی جی میں آتا ہو سر پیٹ لوں
کرے منع بکنے سے اُس کو کوئی
وہ کہتی تھی آویں گے آتی ہو وہ
مجھے کب خوش آتی ہو دائی کی بات
یہ غصہ دلاتی ہو دائی کی بات
مرا سر پھراتی ہو دائی کی بات
کوئی خالی جاتی ہو دائی کی بات

جب آتی ہو رنگیں کو وہ لیکے تب
مرے ہوش اُڑاتی ہو دائی کی بات

میں تو کرتی ہوں دوگانا سے بھلائی ات گت
اس کے ملنے کا بڑا ہی مرے دل کو ہوکا
اور وہ کرتی ہو بندی سے برائی ات گت
یاد آج اس کی مجھے اُس نے دلائی ات گت

خوب سا میں نے نکال اپنے لیا دل کا بخار
ہوگئی آج مری اُس کی صفائی اُت گت

ہاتھا پائی نہ کرا اے جان دوگانا مجھ سے
ڈر خدا سے تری نازک ہی کلائی لُت گت

اے دوا جان بتا کیسے کہوں میں مجھ کو
کرتی بیچین ہی نگین کی جدائی اُت گت

ردیف ج

تجھ سے ملنے کا رونا مجھے ارمان ہو نوج
تو ہی بیمد پڑ ترے گھر کوئی مہمان ہو نوج

ناک میں دم تھا چھوڑا یا ہی خدا نے انا
عشق کے جال میں پھر بند مری جان ہو نوج

دوست جو میرے ہیں پچھتاتے ہیں آکر مجھ پاس
دوست سے دوست اجی مل کے پشیمان ہو نوج

صدقے حسنین کے جو ہوتے ہیں پڑے اُسے بس میں
یا علی اُس پہ کسی طرح کا طوفان ہو نوج

اُٹکلا میں نے اُوسے سخت کڑا ہی نگیں
اے دوا جان کوئی ایسے کے زبان ہو نوج

ردیف ح

رشتۂ الفت کو توڑوں کس طرح
عشق سے میں مونھ کو موڑوں کس طرح

پونچھنے سے اشک کے فرصت نہیں
بعد مدت ہاتھ آیا ہی مرے
وہ لگاتا ہی نہیں چھاتی کو ہاتھ

آستیں کو میں نچوڑوں کس طرح
اب دوا میں اس کو چھوڑوں کس طرح
اپنی چھاتی میں مروڑوں کس طرح

شیشۂ دل توڑ کر رنگیں مرا
اب تو کہتا ہی میں جوڑوں کس طرح

ردیف خ

میں تو کچھ کہتی نہیں شوق سی سو باری چیخ
اڑ گئے مغز کے کیڑے تو اُدھر کیوں ہی کھڑی
رے میں کہتی ہوں کہ سر پیٹ کے چونڈے کو گھسٹ
لوگ یاں چونک اُٹھے اپنے پرائے سارے
تسپہ کراتی ہی مردار اری شاباش ہی

نام لیکر مری دائی کا ددا ماری چیخ
میری چنڈیا پہ کھڑی ہوکے ادھر آری چیخ
نوچ نوچ اپنا تو منہ شوق سی کر زاری چیخ
مرمٹی تو نے غضب ایسی ہی اک ماری چیخ
تیرے منہ سے ابھی نکلی ہی نہیں ساری چیخ

ہاں یہ قحبہ اسے رنگیں کے حوالہ کر دے
میری انّا کو دوگانا ہیں تمہے واری چیخ

ردیف (د)

کوڑھ پن سے آج دائی تو نے کھولا بوغبند
ایک محرم کے لیے سارا ٹٹولا بوغبند

اے دوا اطلس کی زنگاری نہالی کیا ہوئی
وہ نہیں ملتی ہی میں نے سب ٹٹولا بوغبند

کیا کیا میرا لحاف اُس میں بندھا ہی آکوئی
تھا جو میکے سے مری آیا منجھولا بوغبند

اے دوگانا سب ملا جاویگا جوڑا دانک کا
بیر سے باندھا ہی تو نے آج پولا بوغبند

کل زناخی کیا کہوں کیا میری مت ماری گئی
لے گیا رنگیں مجھے دیکر بتولا بوغبند

ظاہر فلک سے لیکے ہوا نازنیں کا بھید
لیکن کھلا زناخی کے ہرگز نہ کیں کا بھید

تھا مجھکو کام آٹھ پہر اُس کی یاد سے
جانے تھا کون اس دلِ اندوہگیں کا بھید

جا کر دوگانے کہدیا باجی سے میرا حال
کہتا ہی ہمنشیں بھی کوئی ہمنشیں کا بھید

ق

ملنے کو جب کہوں ہوں وہ کہتی ہی تب نہیں
معلوم میں نے کرلیا اس کی نہیں کا بھید

شاید کہ اُس نے اور سے توڑی کہیں زناخ
دریافت ہوگیا مجھے اُس نازنیں کا بھید

پھنس ان دنوں گئی ہی وہ رنگیں کے دام میں
مجھ سے تو کچھ چھپا نہیں رہتا کہیں کا بھید

ایضاً

بھاتا نہیں ہے مجھ کو گنواری ازاربند
جاتا ہی پھول والوں کے میلے میں وہ جیا
ہمسائی پہ یہ وقت پڑا ہی کہ تیس دن
ڈھیلی گرہ لگاؤں تو آنا یہ کہتی ہی
باندھوں جو کھینچ کر تو وہ کہتی ہے یہ مجھے

جا کر دو اوہ مجھے کالاری ازاربند
چنپا کا ہیں وہ پہنوں گی بھاری ازاربند
بن بن کے بیچتی ہی بچاری ازاربند
ق
آیا نہ باندھنے مجھے واری ازاربند
کیا کس کے باندھتی ہے تو پیاری ازاربند

مقطع
رنگین قسم ہے تیری ہی ۔ تو ل میلے سرسے ہیں
مت کھول کر کے منت و زاری ازاربند

ردیف ے

اے دوگانہ تو مجھے لوٹنے کو آئی پھیر
اپنی والی یہ جو آوں تو دوگانہ سُن رکھ
دیکھ تو میرے تلے ہیں ہی یہ کیا بٹر سا
جو زناخی تو کریگی یو ہیں ہرجائی پن
عیدی لیکر میری سسرال گئی تھی انّا

پھر شتاب جاوے گی گھر یہ میری ستھرائی پھیر
پیش جاوے نہ تری مجھ سے یہ چھترائی پھیر
تاف کے نیچے مرے ہاتھ تو اے دائی پھیر
تو اُتر جاوے گی منہ کی تری زیبائی پھیر
جو وہاں سے گئی تھی سو وہ لائی پھیر

دو رجلی تھی اصیل اس کو ہو لائی رنگین
میری قسمت میں لکھی تھی وہی گھر کھائی پھیر

اب الاچی کو میں اپنے گھر بلاؤں دور پار
زہر کر دینی ہے وہ کھانے کو لڑ کر مجھ سے روز
کیا گئی گزری ہوں میں ایسی کہ جاؤں دور کر
ہوں وہ دن ناپید جس دن بھیج کر دائی وہاں
ہاتھ آوے تو سے رگڑوں میں تلووں کے تلے
چل دد امت چھیڑ بس ہے کون وہ جس کا تو کھائے
وہ نگوڑی کھنچ بیٹھی ہے اب دور کتنا آپ کو
اُس نے ہمسایہ میں آ کر گھر لیا تو کیا ہوا

اُس کو میں اپنے چھپر کھٹ پر سلاؤں دور پار
آج سے میں ساتھ اُس کے کھانا کھاؤں دور پار
اور منا کر ساتھ اپنے اس کو لاؤں دور پار
واسطے اپنے کچھ اُس سے میں منگاؤں دور پار
اُس کی صورت میں مصور سے کھچاؤں دور پار
اس کی خاطر میں دھڑی گہری جماؤں دور پار
بن بلائے اب میں اُس کے پاس جاؤں دور پار
اب اُسے آواز میں اپنی سناؤں دور پار

دل پہ میرے نقش ہیں رنگیں کی ساری شوخیاں
اُس کی بھجوائی ہوئی مہندی لگاؤں دور پار

ردیف ز

کروں میں کہاں تک مدارات روز
مجھے گھر کے لوگوں کا ڈر ہے کمال
مرا تیرا چرچا ہے سب شہر میں
کہاں تک سنوں کان تو اڑ گئے
گئے ہیں مرے گھر میں سب تجھ کو تاڑ

تمہیں چاہیئے ہے وہی بات روز
کروں کس طرح سے ملاقات روز
بھلا آؤں کیونکر میں ہر رات روز
تری سنتے سنتے حکایات روز
کیا کر نہ رنگیں اشارات روز

تا لنں کر با جی نے جب میری بڑھائی پشواز
بڑھی اُجلی نے اک آن کے قصّہ ناند ھا
کرتی جالی کی مجھے بھاتی ہی ہلکی پھلکی
تو ددا ایک ہی اللہ ری او حر فت با ن
بوجھ سی اس کے کمر لچکی ہی پڑتی ہی میری ٭

میں نے تب پیر سے دو ٹکڑی اُڑا ئی پشواز
اس سے بندی نے وہ دھانی جو دھلائی پشواز
کیوں مرے واسطے با جی نے سلائی پشواز
قا دری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز
کیوں مجھے گھیر کی اَنّا نے پنھائی پشواز

رشک سے منہ پہ بسنتی کے گئی پھول بسنت
میں نے رنگیں یہ بسنتی جو رنگائی پوشاک

باجی مری ہوتی ہی جب بے نماز
دور ددا جان یہ ڈھلتا ہی چاند
پکڑے انوکھے مجھے آئے نہیں ٭
گزرے ہیں معمول سے پر دن دو چند

پڑھتی نہیں رہتی ہی تب بے نماز
اندنوں ہوتی ہوں میں کب بے نماز
رسم یہ ہی ہوتے ہیں سب بے نماز
اب کے ہوئی ہوں ہیں غضب بے نماز

ہوگئی چڑ مرجو ہی - آ تو - تو - بس
رنگیں نہیں ہوتی وہ اب بے نماز

ردیف (س)

یوں ہی اس دل کو دوگانا کی نشانی کی ہوس
اپنی بیتی ہی کہا کرتی ہوں میں راتوں کو
جی میں اپنے اُسے نادان سمجھتی ہوں میں
ہی درخت ایسا کہاں جس کو لگی ہو نہ ہوا

ریت میں مچھلی کو جوں ہوتی ہے پانی کی ہوس
دھیان قصہ کا مجھے ہے نہ کہانی کی ہوس
دل میں جو رکھتی ہے اس عالم فانی کی ہوس
کوئی ایسا نہیں جس کو نہیں جانی کی ہوس

آرزو گر ہے مرے دل میں تو ہے رنگیں کی
لال جوڑے کی خوشی کچھ ہے نہ دھانی کی ہوس

ردیف (ش)

اتنی بندی نہیں ہے چاہ سے خوش
اور کی سیج پر نہیں سوتی
دوست سے اپنے مثل کاہ ربا
تیس دن میں کسی سے ملتی نہیں

جتنی گوئیاں کے ہے نباہ سے خوش
میں ہوں اپنی ہی خوابگاہ سے خوش
میں تو ہوتی ہوں برگ کاہ سے خوش
ہوں ملاقات گاہ گاہ سے خوش

خوش ہے رنگیں سے یوں نہ نا خی تو
جیسے ہووے چکور ماہ سے خوش

ردیف غ

ہیں تو ہرگز نہ زناخی سے کروں جان دریغ
اور نہ رسائی مجھے ملنے کو ارمان دریغ

وہ جو آوے مرے گھر میں تو مجھے جاوے لوٹ
جاؤں گھر اُس کے تو مجھ سے وہ کرے پان دریغ

دل کی ہیں سادی تھی کمبخت کہ اُس سے آنا
نہ کیا میں نے تو مال نہ دل و ایمان دریغ

اب جو سوچی تو غرض اس کو بھی مطلب ہی بس
اُس کے دم دینے میں ہو گئی نادان دریغ

آج رنگیں کو بلاتی ہوں میں اور گھر میں مرے
کچھ مہیا ہی نہیں عیش کا سامان دریغ

ردیف ق

ہو نہ یارب کسی کو چاہ کا شوق
اور جو ہو بھی تو ہو نباہ کا شوق

دھیان یوں مجھ کو ہے دوگانا کا
کہربا کو ہو جیسے کاہ کا شوق

عشق کی راہ ہے بہت بے ڈھب
ہو کسے ایسی بھونڈی راہ کا شوق

سارے قصے جہاں کے اپنی ہے چڑھ
ہے مگر مجھ کو مہر و ماہ کا شوق

مجھ کو اُس بات کا نہیں ہوگا
بندی رکھتی ہے گاہ گاہ کا شوق

پڑھ ہی چیٹی سے پر تری خاطر
پڑ گیا ہے یہ خواہ نہ خواہ کا شوق

دھیان لوگوں کو ہے یوں رنگیں کا
ہو چکوروں کو جیسے ماہ کا شوق ؂

ردیف ک

اب میری دوگانا کو مرا دھیان ہی کیا خاک
انسان کی انّا اسے پہچان ہی کیا خاک

ملتی نہیں وہ مجھ کو تمہیں اب تو بتا دو
اس بات میں اس کا اجی نقصان ہی کیا خاک

ہیں یاد بہلانے تو اُسے ایسے بہت سے
آنے کو یہاں چاہیے سامان ہی کیا خاک

الفت مری اس کی تو ہوئی ہے کئی دن سے
دل کا مرے نکلا کوئی ارمان ہی کیا خاک

رنگیں سے جو پیغام سلام اُس نے کیا ہے
سوچو تو ذرا اجی ہیں وہ انسان ہی کیا خاک

گو مرے سر پہ نہیں لال پری کی بیٹھک
بندی پر دیگی یقیں لال پری کی بیٹھک

گو کہ اور مانگ سی وہ ٹھنڈی سی ہے جو دیتی ہے
جھاڑ بالوں سے نہیں لال پری کی بیٹھک

میں نے مانا ہے جو اس چاند کے دن ٹلجاویں
تو میں وو آپ ہی ہیں لال پری کی بیٹھک

سرخ جوڑا تو رنگا لینے دو لوگو مجھ کو ؂
یوں بھی ہوتی ہے کہیں لال پری کی بیٹھک

خاتم زری پہ ہے یہ دلا گھر میرا
ہے پھر اُس گھر میں کہیں لال پری کی بیٹھک

ہے جمعرات گھر اپنے کو دوگانا مت جا
آج مرے ڈال نہیں لال پری کی بیٹھک

تو بھی دیکھ آن کے رنگیں کہ سجی ہے بیٹے
رشکِ فردوس بریں لال پری کی بیٹھک

ردیف ل

لائی گھڑ کر مری خاطر جو سناری ہیکل
جب تلک چھوٹی تھی تب تک تو میں انجان
خیر سے اتنی بڑی ہو کے اسے کیوں پہنوں
سادی ہیکل مرے سر چوٹ ہے اب جی میں

تو دوا بولی پہن لیگے دولاری ہیکل
ننھی منی سی پہنتی تھی یہ پیاری ہیکل
اب بنا دو مرے لائق مجھے بھاری ہیکل
کہ بس اک ڈال نگینوں کی ہو ساری ہیکل

آکے کروٹ کے تلے چبھتے ہیں میرے تعویذ
آج اس واسطے رنگیں نے اتاری ہیکل

کشتی میں کپی تیل کی اناّ اونڈیل ڈال
یارب شب جدائی تو ہرگز نہ ہو نصیب
باجی نہ کر نصیحت بجا جلے ہے دل
ہوگا جو اس کا وصل تو تھل بیٹھو رے جی

سوکھے ہیں بال آکے مرے سر میں تیل ڈال
بندی کو یوں جو چاہیے تو کوٹھوں میں بیل ڈال
ہے آگ سی جو سینے میں اس کو کڑیل ڈال
یہ ہجر کے جو دن ہیں تو اب ان کو جھیل ڈال

جو تہمت ہے دوا کہیں اس کی یہ چیل نہ تجھے
رنگیں خدا کے واسطے تو اس کو جھیل ڈال

تو خریدار کی میرے ہی خریدار اصیل
مارے گردن تجھے لیکر کوئی تلوار اصیل

میری چندیا سے پڑے ہٹ کی بکا کر ماما
میں نے یہ بات کہی تجھ کو ہی سو بار اصیل

بوڑھا نخرا نہ ہلا دو ریرے جا کے بسور
کس نگوڑی کو ترا بھائے یہ بستار اصیل

ایسی بھنار تاری ہی کمبخت کہ جتنا اس کو
او شغلہ او ہی تو لاتی ہی بربار اصیل

تجھ سے المست کی ہیں منہ کو لگاؤں چھاتی
مدہ ہیں جوبن کے عضب تو تو ہی سرشار اصیل

میں تو کچھ کہتی ہوں تو جا کے وہاں کہتی ہی کچھ
خوب سوچی تو نہیں تو میری غمخوار اصیل

وہ کہ جو چرخ ہیں بادل کے لگائے تھگلی
ایسی عیاری سی اک مجھ کو ہی درکار اصیل

کیونکہ چرا اک بڑا وہ بھی ہی سنتی ہوں میں
ق آنے جانے کو وہاں چاہیئے طرار اصیل

ایسی ویسی کا وہاں کام نہیں ہی مطلق
جاوے رنگیں کے بلانے کو دھواں دھار اصیل

ردیف م

شوق مجھ کو جو ہی اس بات سے کم
بولتی مجھ سے دوگانا ہی بہت رات سے کم

چار ہیں بیٹھ کے ہنس لیتی ہوں دو منہ میں بھی
جی میں خوش ہوتی ہوں ہر دم کی ملاقات سے کم

مان کرتی ہی عبث اپنی وہ جوبن پہ دوا
گات میری بھی زناخی کی نہیں گات سے کم

کہے وہ کچھ ہی سمجھتی ہی یہ بس کچھ کا کچھ
دائی واقف ہی دوگانا کے اشارات سے کم

بھیجتا روز ہی رنگیں مجھے پیغام سلام
اور میں آگاہ ہوں اس حرف و حکایات سے کم

ردیف ن

یہ خواہش ہے میری تو مر جائے آتون
سنائی ترے گھر میں اب جائے آتون

نہیں ہلنے دیتی بتا۔ کوئی ہے ہے
ترے ہاتھ سے اب کہ بھر جائے آتون

کوئی پیس کر خوب سی لال مرچیں ؛
ترے دونوں دیدوں میں بھر جائے آتون

دعا ہے یہ بندی کی دن رات جی سے
الٰہی جہاں سے گزر جائے آتون

مرے جی میں ہے آج گڑیاں نکالوں
سویرے سے گھر اپنے گر جائے آتون

تو چھد جائے میری بچھونوں میں کانٹے
کوئی اس طرح آکے دھر جائے آتون

کہا تھا یہ مجھے کل تجھے دوں گی چھٹی ؛
کروں کیا جواب یوں مکر جائے آتون

نہیں چڑھنے دیتی ہے کوٹھے پہ مجھکو
چڑھوں میں اگر اپنے گھر جائے آتون

جو کہلا میں بھیجوں تو پھر تجھکو رنگیں ؛
ابھی آن کر ذبح کر جائے آتون ؛

ہمیشہ سے ہی یہ تیرا عجب دستور میلے میں
دوگانا مجھ سے تو اترا کے ہے دور میلے میں

دوا کچھ ڈال دی کالا ہے سچ کہ مست تو لادے
ترا آتے ہی منہ کا اڑ گیا کیوں نور میلے میں

خدا جانے کہا تھا پائی کر کس سے لڑکی کو کا
کہ اس نے چوڑیاں کیں اپنی جلنا چور میلے میں

تو اک جالی سے کے نیچے سے دیا چادر کے اندر سے
بجا کر آنکھ سب کی شوق سے بس گھور میلے میں

ق

یہ رنگیں مردوا جو ہے کھڑا اس سے کوئی کہہ دے
کہ میر اگر تجھے ہی گھورنا منظور میلے میں

کس کی ہے بختاوری پہنے کنواری چوڑیاں | رائی بہیاں کی جبا مجھ کو پیاری چوڑیاں
جھوٹھا جوڑا پہنوں میں انا یہ جھوٹی بات ہے | سچے بندوں کی پہنا دے مجھ کو بھاری چوڑیاں
گر کہے گی مجھ سے کچھ منہ پھوڑ کر باجی تو پھر | ٹھنڈی کر ڈالونگی میں ہاتھوں کی ساری چوڑیاں
میں نے پہچانا دوگانا واں کی یہ سوغات ہے | ہیں چالیسر کی نہیں نگ کی تمہاری چوڑیاں
مہندی جب تک میں لگاؤں تب تک اے منہاری تو | ٹھیک کر جوڑا قرینے سے لگا ری چوڑیاں
بات سنتی ہی نہیں کمبخت کیسی ڈھیٹھ ہے | ہاتھ چھلتا ہے بنانے سے چڑھا ری چوڑیاں

اب ہوس باقی نہیں رنگین کہ میں نے بارہا
پہنیاں سب رنگ کی ہیں باری باری چوڑیاں

اٹھاؤں کب تلک تاوان بے تقصیر آئے دن | دوگانا مجھ سے کیوں رہتی ہے تو بگڑ کر آئے دن
پہیلی ہے دوا کی بات کچھ پوچھی نہیں جاتی | انوکھی ہے کیا کرتی ہے وہ تقریر آئے دن
الٰہی کون بھنڈا قدرہ ہوا ہے مجھ پہ دیوانہ | کہ ہے میری گلے کی ٹوٹتی زنجیر آئے دن
دوا کھائی نہیں ہے گرم دائی کی تو پھر بتلا | دوا کیوں پھوٹتی ہے یہ تری نکسیر آئے دن

زناخی کو یہ بندی بھول جاوے کس طرح رنگین
پھرے ہے پتلیوں میں اسکی وہ تصویر آئے دن

چھپ کے مل مجھ سے دوگانا ترے واری جاؤں
نام چھپ تختی کو کیا رکھتی ہو میری باجی
شفتالیں یوں چڑھیں نظروں میں تمہاری گویا
چھاجوں مینہ برسے ہے ساون کی اندھیری ہے رات

مفت میں ایسا نہوے کہیں ماری جاؤں
میں تو ہاں بگڑی ہوں کس طرح سنواری جاؤں
اور میں کوٹھے سے اس طرح اتاری جاؤں
یاں سے ٹکراتی کدھر اب میں بچاری جاؤں

یہ مناسب نہیں رنگیں کہ میں اپنے گھر تک
شہر میں کرتی ہوئی نالہ و زاری جاؤں

تو ان چھڑیوں کے کھیں کونے میں دھر واسمدھن
لیکے ساچق تری گھر والے میں آئی ہوں میں
میرے سمدھی سے تشفی تری اتنی ہے کہ بس
میلے کپڑے جو ہیں تیرے تو انھیں دھلوا ڈال
شیشیاں رنگ کی خالی ہوئیں تو غم مت کھا

اپنی سمدھن کو تو اوروں سے نہ مروا سمدھن
آج تیاری مری چوتھیوں کی کروا سمدھن
تجھکو زنہار نہیں ہے مری پروا سمدھن
اپنی خشکہ کو نہ چوتھیوں سے کترا سمدھن
میرا سمدھی ہے انھیں لائیگا بھروا سمدھن

چھوڑ دی اور سے ملنے کو تو رنگین کے سوا
چھوڑ کر ایسے کو اوروں سے نہ کروا سمدھن

گرچہ زناخی جیسی نیسلی نہیں ہوں میں
یہ بولتی ہوں بول بڑا خاک چاٹ کر

لیکن ازار بند کی ڈھیلی نہیں ہوں میں
گوئیاں کی طرح جھاڑو کی تیلی نہیں ہوں میں

ہی دوست سلی آنکھوں کی پتلی تو اے حیا
گرچہ دوگانا جان تمتیا مرچ ہی تو

بی بی ہوں ٹھرکی میں بھی رنگیلی نہیں ہوں میں
تو میں بھی چھیلی میخ ہوں گیلی نہیں ہوں میں

ہیں حرفتیں بھری مری رگ رگ میں کوٹ کر
رنگین تری طرح سے رنگیلی نہیں ہوں میں

ہرگز نہیں کچھ قدر تجھے چاہ کی گوئیاں
میں قدر کروں تو بھی نہ یہ لب تلک آئی
تو آج نہ آوے تو لہو پیوے ہمارا
اب تجھ سی خدا سمجھے تو ہی زہر کی اک گانٹھ

کہہ کوئی بھی ہی بات تری راہ کی گوئیاں
اب ضعف سی حالت ہی یہ اُس آہ کی گوئیاں
تجھ بن نہیں کچھ سیر شب ماہ کی گوئیاں
تجھ پر کہیں پٹکی پڑے درگاہ کی گوئیاں

ہی دل میں ہوس اپنے تو رنگیں کی ہوس ہی
خواہش ہی نہ دولت کی نہ کچھ جاہ کی گوئیاں

قطعہ

ایک دن باجی نے گلرن سی منگائیں ککڑیاں
کیا غضب ہی جس گھڑی اُس کو بلایا گھر کے بیچ
پتلی پتلی چن کے پھر ہاتھوں سی اپنے بے جھجک
اپنی انا جان کو میں نے بلایا کھینچ کر
کیا کہوں لوگو تب آئی جان میری جان میں

آگیا غش مجھ کو یہ سن کر کہ آئیں ککڑیاں
طشتری میں پہلے پانی سی دھلائیں ککڑیاں
ساری گڈی میں مری بھر کر لگائیں ککڑیاں
آن کر اس نے مری وہ سب چھڑائیں ککڑیاں
تُرمُنی گلرن نے جب وہ سب چھڑائیں ککڑیاں

رات وہ رو رو کے کاٹی میں نے بھی جس طرح
پاسباں منگوا گجر دم پھر بھر آئیں کیڑیاں

ڈنک سب دُکھتے ہیں رنگیں نہ آ کر لی بھبوت
دیکھ تو کیا ظلم میرے پر ہیں لائیں کیڑیاں

چادری اُس سے بھلا کب تک رہوں میں
طبیعت چاہتی ہی اُس کو میری
چمٹتا ہی وہ سو سو بار آ کر
لڑا کرتا ہی وہ مجھ سے ہمیشہ

بُری اُس سے بھلا کب تک رہوں میں
کھچی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں
بچی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں
ٹلی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

بُرا مجھکو سمجھتا ہے گا رنگیں
بھلی اُس سے بھلا کب تک رہوں میں

ردیف و

کرتی ہی عجب ڈھب سے تقریر مری چھو چھو
ننھے سے کلیجہ کو کیا اُس کے ہوا لوگو
ہٹ کیوں نہ کرے ہر دم اب پیر پٹیلے کی
برسوں سے اچھی اُس کے اور میرے ملانے میں
میں اُس کی جدائی میں دن رات بلکتی ہوں

حف میری نظر ہوگی تصویر مری چھو چھو
کچھ ان دنوں رہتی ہی دلگیر مری چھو چھو
ہر سال پہنتی ہی زنجیر مری چھو چھو
ہرگز نہیں کرتی ہی تقصیر مری چھو چھو
کچھ پھیر نہیں سکتی تقدیر مری چھو چھو

اس ضد پہ تو چل ہاں رنگیں سی ملوں گی میں
تا غیر تو کر لیجو جا گیبر مری چھو چھو

جو ہونی تھی سو بات ہولی کہارو — چلو لے چلو میری ڈولی کہارو
بچھڑ جاؤ ننگری سے مر جاؤ سالے — لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو
چلو ہولے ہولے دھمک سے نبختی — گئی سب مسک میری چولی کہارو
مرے مغز کے بس اڑا دو نہ کرٹے — سناؤ نہ اپنی یہ بولی کہارو
الٰہی کرے نکلے تالو میں گلٹی — یہ جیسی زباں تم نے کھولی کہارو
جو ہیں اوتری ڈولی سے میں تو وہیں تم نے — ق — پیٹاری مری سب ٹٹولی کہارو
علی کی قسم میں نہ دوں گی کہاری — مجھے سمجھیو تم نہ بھولی کہارو

ذرا گھر کو رنگیں کے تحقیق کر لو
کرایا سے ہی کچھ پیسے ڈولی کہارو

ایضاً

پپیہے سے ادا اپنی عادت نہ بنی تھی ہوئی ہو جیا ہ بو بو
پھر اُس سے کرتی ہو اپنی مقدور آپ بندی نباہ بو بو
کسی سے آگاہ میں کہاں تھی کیا گھر آنکھوں میں میری تلپٹ
نہ اس میں تقصیر جی کی ہرگز نہ میرے دل کا گناہ بو بو

مستزاد زنانہ

جو بڑھ کے باجی سے میں ہوں بولی تو میری تُو تو میں ماشوں لپٹی
نہیں ہے باور تو اُس سے پوچھو جیا ہے میری گواہ بوبو
دوا کے کہنے پہ تم نہ جانا نہیں ہے باتوں میں اس کی بھارک
یہ نہیں وہ کرتی ہے مجھ سے ہر دم نکیوں کہ مانگوں پناہ بوبو

کسی روتنے سے جاکے کہدو خبر شتابی سے اس کی لاوے
غضب ہے رنگیں نہ اب تک آیا پڑی میں تکتی ہوں راہ بوبو

گو نہیں میرا غم زناخی کو
اے دوا دیکھ تو کن انکھیوں سے
دونوں آنکھیں ہیں میری گویاں سے

میں نہ دوں گی قسم زناخی کو
دیکھوں میں چشم نم زناخی کو
چاہتی کب ہوں گم زناخی کو

دیکھ میں تیرے پاس اے رنگیں
آئی کیا دے کے دم زناخی کو

مربع زنانہ

گاچ - باریک جو جھلّی سی ہو
میں کروں اپنی زناخی اُس کو
لاکے تلووں سے دَوا ئل میرے
رات کو لیتے ہو رُسّی کا نام

ٹوکی تو اس کی عجب باجی سی ہو
جس کی صورت مری باجی سی ہو
پتی مہندی کی اگر پیسی ہو
تم کچھ انا جی بِلّی سی ہو

آنکھ سے کیوں نہ وہ کاجل کو چرائے
ہار دو آپ کو یا جیتو مجھے

ارے ددا مجھ سی جو چھتیسی ہو
کھیلتے مجھ سے جو پچیسی ہو

تجھ سے رنگیں وہ پھوا اچھو کھیلے
جو سہیلی میری ڈہلی سی ہو

اری لوگو چھپا جنائی کو
بیکلی سی ہے آج ملواؤں
درد کھاتی ہوں میں مروڑی کے
بچہ سیدھا ہے یا کہ ہے پائل
خیر سے انگنا ہیبنا رہے
پانچوں کپڑے بدن کے میں اپنے
دہر لگتی ہے مجھکو اچھوانی
نہیں دیتی ہے مجھ کو کاڑھا کیوں

لائے کوئی بلا جنائی کو
پیٹ اپنا دکھا جنائی کو
غم نہیں کچھ مرا جنائی کو
نہیں معلوم کیا جنائی کو
ارے ددا کہہ سنا جنائی کو
دوں گی چلہ نہا جنائی کو
میں پیوں گی بلا جنائی کو
دوں میں کیا کیا بتا جنائی کو

آکے رنگیں میں تیرے پاؤں پڑوں
ذرا آنکھیں دکھا جنائی کو

ردیف ہ

اے زناخی کیوں کیا کرتی ہی ہر دم اوہی آہ
ڈر خدا سی اور کیا کر اب سے کم کم اوہی آہ

جس طرح کی ہم نے اس سے ملکے باہم اوہی آہ
ہو نصیب اس طرح کرنی سبکو جم جم اوہی آہ

جب تلک چھوٹی تھی میں باجی نہیں تھی جانتی
اب خدا کے فضل سے کرتی ہوں ہر دم اوہی آہ

تجھ کو اے انّا ہوا کیا ہی کہ شب کو اٹھکے تو
کھانستے میں ہر گھڑی کرتی ہی ہر دم اوہی آہ

بن عج بولی آج تو انّا مری سہ کہنے لگی
وا اچھڑی پیاری مری کرتی ہی ہر دم اوہی آہ

اے ددا کیا جلنے سیکھی ہی کس سے ملکے یہ
اب دوگانا تجھے بہت کرتی ہی ہر دم اوہی آہ

کل نہیں پڑتی کسی کل کیا کروں بیکل ہوں میں
مجھ سے کرواتا ہی اس کے ہجر کا غم اوہی آہ

جاگتی ہی باجی اب ہی چہل پر اوس کا مزاج
کیا کہوں اسدم یہ میری حق میں ہی سم اوہی آہ

کیا کروں ناچار رنگیں کی خوشی کے واسطے
سیکھتی میں بھی چلوں ہوں اب تو کم کم اوہی آہ

ضیا

کس سے گرمی کا رکھا جائے یہ بھاری روزہ
سردی ہو وے تو رکھے مجھ سی بچاری روزہ

دیکھ نیسدے میں تاریخ بتا دے مجھ کو
اب کے آتوں جی رکھوں گی میں ہزاری روزہ

منہ پہ کچھ رکھتی نہیں اپنے وہ ہن کھتی ہن
کھولتی جب ہے دوا میری دلاری روزہ

آج سے فرنی و فالودے کی تیاری کر
کل ہی تو چندی رکھے گی میری پیاری روزہ

میرا منہ اترا ہوا دیکھ کے کہتی ہے جبیا
اٹھتی ہے پچھلے پہر رات کو کھا کر سحری

آج تو کر کے نہ رکھ منت فی زاری روزہ
شوق سے رکھیو توکل میں تری واری روزہ

آج روزہ ترا تڑوا کے رہے گا وہ ددا
پاس رنگیں کے تو آ رکھ کے بچاری روزہ

ردیف ی

سراپا

ہے اجی میری دوگانا کی سجاوٹ خاصی
چنپئی رنگ غضب تس پہ کھنچاوٹ خاصی

سر کے تعویذ ستم اور فتح پیچ عجیب
بال جھکے ہوئے چوٹی کے گندھاوٹ خاصی

سر سے گفتار جدی سب سے نرالی نکھ سکھ
دانت تصویر ہیں مسی کی جماوٹ خاصی

شہر آشوب دھڑی تس پہ لکھوٹھا کافر
بس جو چھوٹا ہے تو ہے منہ کی بھباوٹ خاصی

گر جگت بولے تو ہر کالے آتش ہو زباں
اور رک جائے تو رکنے میں رکاوٹ خاصی

اس کی بس گات کی کیا بات ہے کیا کہنا ہے
چھب درست ایسی ہے بازو کی گٹھاوٹ خاصی

کرتی جالی کی پڑا سر پہ دوپٹہ اچھا
تہ پاجامہ اور انگیا کی کساوٹ خاصی

قطع چوکلیا عجب گھیر ہے دامن کا طلسم
آستیں چست بہت اور اچاوٹ خاصی

لہر لہرائی ہوئی تس پہ وہ طوفانی حباب
گوکھرو اور سنت کی ہے بناوٹ خاصی

سسکی بھرنی وہ غضب اور جھجکنا زیبا — اوہی کے ساتھ پھر ابرو کی جھکاوٹ خاصی
پہونچیاں وا چھڑی جی کان کی بالی بیداد — نوزنن ویسی ہی پٹی کی جڑاوٹ خاصی
ناز زیبندہ حیا آفت و عشوہ جادو — غمزہ وہ ظلم ادا زور رکھاوٹ خاصی
اچپلاہٹ وہ فسوں اور جھمپنا ہے کہ — پھر ملاقات میں کافر وہ رچاوٹ خاصی
کیوں نہ ایسے سے پھنسے دل اجی انصاف کرو — گفتگو سحر۔ کمر خوب۔ لگاوٹ خاصی
بند پاجامہ کی چنیا میں مہربا کی چمک — وہ پری زاد دھڑی اور بناوٹ خاصی
پاؤں میں کفش بھبوکا وہ مغرق سارے — سرو قد اور ہے رانوں کی ڈھلاوٹ خاصی
سب سے سب بات جدی سب سے انوکھی فتنا — سب سے پوشاک الگ سب سے سجاوٹ خاصی

اس کا اظہار کروں تجھ سے میں کیا کیا رنگیں
دست و پانجہ میں مہندی کی رچاوٹ خاصی

ہے تناخی مری وہ لال پری — ہو جیسے دیکھ کر نڈھال پری
وہ چڑھی گات واہ جی تختی — وہ پری زاد عجب جمال پری
کھنچی کنگھی ستم وہ ڈھیلا پیچ — زلف ناگن سیاہ بال پری
چشم جادو نگاہ سحر آمیز — ہر مژہ ناوک اور گال پری
دونوں ابرو دھواں عجیب گردن — ساری نکھ سکھ درست چال پری
بولنا خوب روٹھنا اچھا — ہنسنا بیحد ادا دلال پری
دانت خاصے دھڑی طلسم جمی — سنہرے لب تسپہ بول چال پری

چھلے تصویر مچھلیاں براق
نورتن دور دھک دھکی آفت
ناز طوفاں کرشمہ شہر آشوب
کرتی نادر تراقے کی محرم
پاؤں پاکیزہ لفش ماہی پشت

چوڑیاں سبز ہاتھ لال پری
نتھ غضب پہنچیاں ٹ ڈھال پری
غمزہ ظلم او راد اکمال پری
تھر پا جامہ سر کی شال پری
قد و قامت عجیب چال پری

نشادق پاہیں اودیاں رنگین۔
الغرض ہو وہ بے مثال پری

کیوں یہ گھر کھوج مٹی آج کہاں مان گئی
تو تو محرم نہیں مت ہاتھ لگا چھاتی کو
بولے وہ آ کے کمسن سے تب ان سے یہ کہا
آکے وہ پھر بھی گئے دیکھو اب ناٹ پھری

دم تو لینے دے زناخی ترے قربان گئی
سخت بیرحم ہو تو - اوہی مری جان گئی
بندی ہرگز نہیں اتبک کہیں مہمان گئی
لینے بازار جو وہ سبز قدم پان گئی

تیرے صدقے گئی رنگیں غزل اک اور تو کہ
جگت استاد ہو تو میں تجھے پہچان گئی

ٹیس پیڑو میں اٹھی اوہی مری جان گئی
تجھ سے جب ناٹ ملی تھی مجھے کچھ دکھ ہی تھا

مت ستا مجھ کو دوگانا ترے قربان گئی
ہاتھ ملتی ہوں بری بات کو کیوں مان گئی

جوں جوں پہنچے ہے دھمک بندی کا دم رکتا ہے
بن ترے پاس دوگانا ابھی آئی تھی چلی
زہر لگتی ہے مجھے یہ تیری چھل بازی

اب مری جان گئی جان یہ میں جان گئی
میرے گھر میں تو عبث کرنے کو طوفان گئی
یاں ترے تن سے باجی تجھے پہچان گئی

تری رنگیں سے کہیں آنکھ لڑی سچ کہہ رے
مجھ تو گھبرائی ہوئی پھرتی ہے اوسان گئی

اٹھتی میری پسلی کے تلے ہوک ہے دائی
یہ آج نہ جاوے تو تری ٹھوک ہے دائی
لائی ہے دوا تو میری خاطر جو بنا کر
کھائی نہیں جاتی ہے وہ یہ چوک ہے دائی

جس طرح بنے رنگیں کو لا جا کے یہاں تک
اس بن مجھے کھانا یہ دم خوک ہے دائی

دن رات بن اس کے ہے یہ اب بندی کی حالت
یا شور ہے یا چیخ ہے یا کوک ہے دائی
ساتھ اس کو نہیں لائی مرے پاس تلک ہائے
تو سوچ لے جی میں یہ تری چوک ہے دائی

غزل

میں نے ترے کارن جو تجا جوگ زناخی — طعنے مجھے اب دیتے ہیں سب لوگ زناخی

تو اور بھی اک بار گلے میرے چمٹ جا — جو پھر کہوں تو دیجیو سو کھوگ زناخی

لوگوں نے بہت چاہا کہ میں تو نہ ملیں پھر — ہونا تھا یہ میرا ترا سنجوگ زناخی

ہی بوا ری دل نوج اُسے چاہے کسی کا

ہی عشق تو رنگیں کا بڑا روگ زناخی

شکل جی کی جو یاد آتی ہی — تو اجی روح نکل جاتی ہی

وہ تو ہوتی نہیں ہی کمبخت — بات جو دل کو مرے بھاتی ہی

کھو جڑا جائے مری آنکھوں کا — نیند کیوں ان کو نہیں آتی ہی

کوئی کمبخت ملے گا آکر — کچھ پھڑکتی جو مری چھاتی ہی

ہاتھ سے تیرے مروں کچھ کھا کر — ہر گھڑی جی میں یہ آجاتی ہی

ستیاناس ہو لے چاہ ترا — اب تو کیا کیا مجھے دکھلاتی ہی

غم میں رنگیں کے نہ ہونا برباد

یوں زناخی مجھے سمجھاتی ہی

آج دروازے پہ نوبت جو دھری جاتی ہے:
میری کوکا کی اجی گود بھری جاتی ہے
میری اور میری زناخی کے ہے گڑیوں کا بیاہ
آج ساچق ہے مرے گھر سے بری جاتی ہے
میری چھوچھو کی اری کوئی بڑھادے پشواز
بوجھ سے اُس کے بحتی وہ مری جاتی ہے
سامنے سے مری کوکا کے پرے ہٹ دائی
تیری صورت سے وہ ڈرپوک ڈری جاتی ہے

میری پروا نہیں رنگیں کو اری انا جان
اس کے پاس ایک نئی روز پری جاتی ہے

کیسی آفت ہے چنپا ظلم نرگس سحر ہے
موگرا جادو غضب گینا ہے اور دوپا ظلم
اس میں جب چھوٹی ہے سب سے اس کی یہ تقریر ہے
ہے یہ گھر لنکا بیاں ہے کون باون گز سے کم

گل چمن ہے ایک شتاج اور چنبیلی قہر ہے
ہے بسنتی اک بھبوکا اور ریوڑی قہر ہے
میں سمجھتی ہوں نہیں کچھ وہ پہیلی قہر ہے
ایک سے اک واہ بندی کی سہیلی قہر ہے

میں جو جاتی ہوں تو جی آنے کو پھر کرتا نہیں
اے دوا دلچسپ رنگیں کی حویلی قہر ہے

بس اب نہ رکھ تو مجھ کو دلگیر میری باجی
شرطی اوڑاؤں پریاں اور دو ل کھڑا میں دونا
سنتی نہیں کسی کی غصے کے وقت تو پھر
چولھے میں جائے الفت آگ جائے اس کو لوکا
سگھڑاپن اس پہ گرچہ ختم لیاک مجھکو

کر دے معاف میری تقصیر میری باجی
گر اب کے مجھ سے مل جائے پیر میری باجی
نام خدا ہی ننگی شمشیر میری باجی
جس واسطے ہوئی ہے دلگیر میری باجی
سینتی ہے کیا ہی انگیا تصویر میری باجی

نرگس سے اور مجھ سے ہو جائے جس میں کھٹ پٹ
بتلا دے کوئی ایسی تدبیر میری باجی

لیے پھرتی ہے ہتھیلی پہ فلانی باندی
بول تو چپ چاپ ہے سن گن ہے پرائے مغلانی
کل وہ لشکر کو سدھاریگا سنا ہے میں نے
مردوے یوں تو بہت سنتے ہیں لیکن ہے کہ
پنڈیاں میں نے جو بیتیسی کی بنوائی ہیں
ان کی میں آنکھ کے صدقے کہ سبھوں میں ہے عجب
اور تو کیا کسی لوٹھے سے تجھے دونگی بیاہ

ہوئے غارت کہیں یہ تیری جوانی باندی
ایک مشتاق ہے یہ میرے بھی نمانی باندی
جاکے لادے تو مجھے اس کی نشانی باندی
کوئی ایسا نہیں جھاڑے ترا پانی باندی
کھا گئی سو وہ چورا کے یہ فلانی باندی
مری باجی نے مجھے دی ہے ڈرانی باندی
لادے گر اس کا تو پیغام زبانی باندی

خیر سے جاؤں گی میں آج میاں نرگس پاس
مہندی ہاتھوں میں لگا میرے شہانی باندی

[illegible]

پھرے کیونکر نہ لے گہنے بانکی ؛ دوگانا ہی حرم ننھے میاں کی
ملا ہی جب سے اُس سے شاہ دریا ؛ وہ دشمن تب سے ہیگی میری جاں کی
غضب ہی وہ تو میلے سر سے نفی آج ؛ طبق کی کیوں پنجیری اُس نے پھانکی
مجھے بھاتا ہی چٹخارے کا سالن ؛ یہ البتہ چٹوری ہوں زباں کی

قطعہ

زناخی میری علامت ہی ایسی ؛ کہ جیوں ہی کل چلی اک دیکے جھانکی
کہا میں نے کہ نتی بہ ادھر آ ؛ تو اُس شتاح نے ہونکی نہاں کی

اور دل پھر گیا رنگیں کا تجھ سے
تو اے انّا رہی میں پھر کہاں کی

منہ بھر آئی جب نہیں پاتی ہی اُردابیگنی
فرق تب کیا مجھ پہ جھٹلاتی ہی اردابیگنی
اُس کو لینے کو گئی ہی جی دھڑکتا ہی مرا
دیکھیے پیغام کیا لاتی ہی اُردابیگنی
یہ مری بخت آوری دیکھو کہ باجی سے مجھے
شور ناحق روز دلواتی ہی اردابیگنی
اس کی چاہت میں جو میرا ہاتھ ہی پتھر تلے
دمبدم آ مجھ کو دھمکاتی ہی اُردابیگنی

جبکہ رنگیں کے یہاں آنے کی سنتی ہوں خبر
اپنا سر آپ کو کھا جاتی ہے اُردا بیگنی

غزل قطعہ بند

لائی انگیا جو مرے واسطے سی مغلانی
اپنی سگھڑائی پہ اترا کے ہنسی مغلانی

اُس کا تب ان گھٹانے کو کہا یوں میں نے
بت سن جا بُوا بی آئیو بی مغلانی

کیا اس انگیا کے بچھاوون کو برا کترا ہے
جھول مٹتا ہی نہیں کتنا کسی مغلانی

پسلیاں دونوں طرف کی ہیں وا ابس ہی کی
ٹوکی اوندھی ہے ہر ایک اُس کی دھری مغلانی

تھر بے ربط ہو اڑ جائے یہ چڑیا کم بخت
تسپہ ڈوری ہے عجب ڈھب کی ڈھلی مغلانی

تولیاں بھی ہیں سو وہ تماک ہیں پھر کس پر کٹیا
کس روش سے بنت اس پہ ہے ٹکی مغلانی

آستیں ہے یہ ہر اک تنگ کہ چڑھتی ہی نہیں
بند دارائی کی بھونڈے ہیں سبھی مغلانی

مجھ سے اس بات کو سن تاؤ بہت سا دکھایا
پھر جو مطلب کو مرے سوچ گئی مغلانی

تو لگی کہنے کہ ہاں لیجیو تو بی بی ہول
اور اچھی سی بلا لیجے کوئی مغلانی

واں کوئی کیوں مجھے ہے دیکھ جہاں ایسی
رہیے یاں اپنا کوئی مار کے جی مغلانی

کھا کے جب طیش کہا اُس نے گرجتی ہے یہ مجھے
تب یہ جھنجلا کے کہا میں نے کہ بی مغلانی

نہیں رہتی ہو تو لو جاؤ جی بس لو بخشو
میں بھی لیتی ہوں بلا اور اچھی مغلانی

اُس نے گو سر پہ اُٹھایا تھا محل کل ہی سے
لیکن اس بات کو سنتے ہی ڈری مغلانی

مجھ کو رنگیں کی قسم اب تو نہ صاحب ہر ہر
رکھی جائے گی نہیں ایسی بری مغلانی ؛

میری طرف سے کچھ تو ترے دل ہیں چور ہی
میں نے بھی تو دوگانا گھسوٹ ہی
اتنا بڑا ہی مسئلہ ایک آنوں کی نک پہ
جتنی بڑی دوا مری انگلی کی پور ہی
روے ذرا جو دادا تو دائی ہو بے قرار
دائی ہو موری تو مرا دادا مور ہی
منہ ڈھانپ کر تہ رو یہ چھچھوری نہیں موی
اسے کوکا تیری انگلی کی پکّی یہ کور ہی
ایسی گئے میں جالی کی کرتی ہو دائی کے
جیسی بری پڑے مری میانی کی طور ہی
ہی میرا چلنا پھرنا دوگانا کے اختیار
یہ جان لو کہ میں ہول چکّی اور وہ ڈور ہی
صدقے زنا خی میرے میں قربان اس کے ہول
ہم میں چکّی ایک ہی اور ایک ڈور ہی
شاید کہ ہوگیا ترا اٹھا برس شروع
کوکا کچھ ان دنوں تری چاہت کا شور ہی

	تیری قسم گنواری اُسے جانتی ہوں میں لونڈی کو رنگیلی یہ کوئی کھتی بند ور ہی	

ہیں بڑی تو اوڑھتی ہیں بہنا گل کی اوڑھنی
باجی مجھے اوڑھا دو جھلا جھل کی اوڑھنی

بھیجی ہے گوٹ کا یہ دوپٹہ مجھے چہ خوش
اور آپ اوڑھ بیٹھیں مسلسل کی اوڑھنی

گرمی کے سرے ناک میں آئی ہے میری جان
اتنا اوڑھا دے لاکے کوئی ہلکی اوڑھنی

بیتی ہی مجھ کو بھاتی ہے کچھ بانسے گجپ کی
بھاری ہی کو زہر لگتی ہے ململ کی اوڑھنی

اس اوڑھنے میں پر ٹک جائے گی : دا
تہ کر کے رکھ پٹاری میں آنچل کی اوڑھنی

برسات اس کو کہتے ہیں جی جس ہوا میں
سر پہ ہو لکے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی

پہونچی لچک کمر کو ارے لوگو دوڑیو
کیلے تلک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی

بھاری ہی بنت منگائے کہ نگیں لگاؤں میں
سر پہ مرے ٹھہرتی نہیں ہلکی اوڑھنی :

ق

کل علی جی میں ذرا جائیو بی سیدانی
حوض کو دودھ سے بھروائیو بی سیدانی

آج تو چندی ہے سودا مری صحنک کا تمام
چوک سے جا کے تمہیں لائیو بی سیدانی

لاکے سودے کو مجھے بیٹھو اگر جاؤ کہیں
روبرو بیٹھ کے پکوائیو بی سیدانی

پک چکیں سب تو وہیں بی بی زنو بیٹھیا
سامنے اپنے وہ کھوائیو بی سیدانی

کھا چکیں وہ تو لگا ہاتھ میں سب کے مہندی
پھر دعا ان سے یہ منگوائیو بی سیدانی

یعنی اس بندی کو جو کے ستاتا ہے عبث
اپنی ایسی وہ سزا پائیو بی سیدانی

اور وہ رنگیں جو سدا رہتا ہی شریک
بس جوانی سے وہ پھل پاتیو بی سیدانی

وہ گرم ہی یہ میری دداجان ڈومنی
کرتی ہی ڈومنی نیا کو کامری حیاں ؛
کٹ مستی پن کو میری زناخی کے دیکھکر
تقلید کر سکے وہ دوگانا کی ذکر کیا
سکہ یہی بٹھایا ہی باجی نے اندنوں

رہ جائے جس کو دیکھ کے حیران ڈومنی
پکڑے ہی خاک چاٹ کے دامان ڈومنی
کرتی ہی چاک اپنا گریبان ڈومنی
چھتبسی ہوئے بیسی ہی طوفان ڈومنی
آنے نہ پائے یاں کوئی مہمان ڈومنی

اتنا سمجھیو دیکھ کے رنگیں کو میرے پاس
چلتی ہی کیا ہی بیر سے ہر آن ڈومنی

دل کو بیٹھا جو وہ بے پروا لے
بوسہ مانگا تو ہوا آزردہ وہ
آہ اس عشق کا گھر کھوج مٹے
نہیں آتے وہ سفر سے ہی ہی
جان و مال و دل و دیں تم نے لیا
سخت بے دید ہو بے رحم ہو تم
روز رنگیں سے بھڑاتے ہیں مجھے

پڑ گئے جان کے مجھ کو لالے
منہ سے اتنا بھی نہ پھوٹا آ لے
اس نے گھر دیکھیو کیا کیا گھالے
پڑ گئے پائے طلب میں چھالے
پھیر اب تم سے کوئی کیا کیا لے
بخ پڑے کوئی تمہاری پالے
یارب اٹھ جائیں لگانے والے

نہ خواہاں دبنے کی ہوں نہ طالب اُس سے اُلفت کی
دوگانا جان بس بھوکی فقط ہوں تیری چاہت کی
تجھے مجھ بن نہ آرام اور نہ چین آوے مجھے تجھ بن
ہم اپنی جو الفت ہو تو یہ صورت ہے الفت کی
ہم چتون کی حرکت سے مبادا تاڑ لے کوئی
نہیں میں دیکھ سکتی تجھ کو ماری اس قباحت کی
نجا سکتی ہوں میں اُس تک نہ آسکتی ہے وہ مجھ تک
اور اُس پر دیکھو نیت میں کیا کیا کچھ ہے خلقت کی

ملے یاں ہونٹھ میرے پالیا تم نے وہاں نگیں
اجی صاحب تمہاری میں ہوں قائل اس فراست کی

لو میں جو دوگانا کے یاقوت کی ہے مرکی
نالوں سے ترے تو تو لگتی نہیں یاں آجا
میں آگے زناخی کے کچھ بول نہیں سکتی
اس موت سے جلتا ہے بس کس کا ارے لوگو
کیوں بات مری تجھی جاتی نہیں دائی سے
شاباش تجھے کوکا کہہ تو نے دیا مجھ سے
گانا تو نہیں آتا بہلاتی ہوں جی اپنا

اس سر کی قسم انا ہمسنگ ہے وہ خور کی
واں جا کے ہوا کیا جو تو منہ سے نہ کچھ چُرکی
کیا جانیے کیا اُس نے ماری ہے مجھے بُرکی
جوڑی نہیں جاتی ہے ٹوٹی ہے اگر دُھرکی
بولوں ہوں میں پشتو بولوں ہوں میں تر کی
گرنے میں رہا کیا تھا تھی گونج کھلی ڈُرکی
ہوں لے سے نہ میں واقف ہے حسرت نہ کچھ سُر کی

سنتی مرے منہ سے جب نام ترا رنگیں
دیتی ہے مجھے آ چابندر کی طرح گھرکی

دیکھیو شکل نقی میری ایسی کیا بس کی بھری
جس پہ گوئیاں نے جیا اتنی بڑی سسکی بھری
بھیچاتی تو نقی یا میں نقی زناتی تو ہی کہہ
تو ہیا ئی کس کی اچھی اور ہے کس کی بھری
تو خامست ہو دو اتم اس پر سب کو ڈھرن
ساری مسی سے تو اوتی دیکھ لے اس کی بھری
کیا نہیں ہو سکتی تجھے کھیا میں طیوتی کی اسے جیا
تیرے حصے کی رکابی ایک نقی مسی بھری

روز کس سے ہو سکے وہ بات رنگیں دور پار
پہ غضب ہے تو نے ہامی کس طرح اس کی بھری

بہت تنہا ہیں آ دو گی وا چھڑی جی
بین ملگوڑی تو ہوں سیدھی سادی
عیب کا دن ہے برس دن کا دن
زرق برق آج غضب دکھلائی

خوبی تجھ سے کی اچھا وا چھڑی جی
مجھ سے سیکھے نہ مجھی وا چھڑی جی
مجھ سے کہتی ہو نہ جی وا چھڑی جی
زرد پوشاک سجی وا چھڑی جی

اے تری میٹھی زباں کے صدقے
پھر تو کہہ او چپی جی وا چھڑی جی
میں یہ سمجھی تھی گئی رات بہت
نوبت صبح بجی وا چھڑی جی

ستیاناس گئی رنگیں سے
دوستی تو نے تجی وا چھڑی جی

یہ میرے یار نے کیا مجھ سے بیوفائی کی
ملے نہ پھر کبھی جس دن سے آشنائی کی
اب اس کے عشق نے کیا کیا کیا تھا مجھ سی سلوک
ستایا تو نے خدا ہت تری خدائی کی
میں تیرے واری نصیحت نہ کر مجھے باجی
تجھے بھی یاد ہے کیا اس سب خدائی کی

پھنسا دیا مجھے رنگیں کے دام میں ناحق
کٹے الٰہی کرے ناک میری دائی کی

صدقے تجھ پر سے دوگانا ہو یہ میری باندی
میری باندی نہیں باندی ہے یہ تیری باندی
جی میں آتا ہے کہ دو انگلی لگاؤں مستی
آرسی میری اٹھا کر مجھے دے ری باندی
ہڑبڑاتی ہے تو کیوں سر کو پچھاڑ کر ہر بار
ستیاناس ترا جائیو اری ری باندی

ہی فلانی ہیں تری کوئی کمر چن بیٹھا؛
تجھ کو اُس بات سے ہوتی نہیں سیری باندی
پھوٹ جاوے کہیں یہ تیرا ہوائی دیدہ
آفتابے کو مرے ہاتھ سے لے ری باندی

آنکھ رنگیں پہ تری پڑتی ہے۔ ہی مجھ کو یقیں
میری باندی نہیں تو اُس کی ہی چیری باندی

ہاتھ سے میری دوگانا کے مری جان بچے
ہائے یہ کیوں نہ زناخی نے کیے نوشتے جاں
آج کیوں تو نے دوگانا یہ صبورا باندھا
باندہ چھوچھو کو ذرا لا یو بی آنا جان

گزری ہیں سونے سے میرا یہ کہیں کان بچے
جیوں کہ تیوں یہ ہیں نکلے ہیں سبھی پان بچے
ٹھیس لگی ہی بنا کیوں کہ بچہ دان بچے
چارپائی سے تری کل جو وہ کھٹے بان بچے

دل تو بندی کا لیا دیکھتے ہی رنگیں نے
اب یہی غم ہی کسی طرح سے ایمان بچے؛

غمزے کرتی ہو دوگانا مرے جیا کس واسطے
تھوکتا ہی تو نہیں ہی مردوا اس کو کوئی
بن دتاخی کے جیا اچھی نہیں ہونے کی ہیں

اک ادا پن میں ادا ہوں سو ادا کس واسطے
اتنا اتراتی ہو جوبن پر دوا کس واسطے
چیرے والی نے عبث نسخہ لکھا کس واسطے

اے دوگانا گر زناخی سے نہیں لگّا ترا
دوست کی تجھ پر نہیں ہی تیرے فرمایش اگر
آشنا تیرا نہیں کوئی مغل تو اے ددا
کوئی اتنا جا کے پوچھو اس نگوڑی چاہ سی

تو نے اک اپنا لہو پانی کیا کس واسطے
تو بہ تو نے گو کھرو اچھا سیا کس واسطے
منہ سے نکلے ہی ترے ہر دم ہیا کس واسطے
چاہ کر اُس کو لہو میرا پیا کس واسطے

ریختی کہنی ابھی رنگیں کا یہ ایجاد ہی ؛
منہ چڑھاتا ہی نوا انشا جیا کس واسطے

کیوں مری خاطر تو گوئیاں آہ اور زاری کرے
یاد کر کر مجھکو تو کیوں اپنا جی بھاری کرے
اے دوگانا بھول کر چاہت یہ تیری دہ پار
اپنی خاطر کون پیدا ایک بیماری کرے
کیا کروں ایسی ہی میں کمبخت جو مانوں نہیں
تو زناخی مجھ سے کر ملنے کی تیاری کیے
اُدھلی جاتی ہی نگوڑی مردوں کو دیکھ کر
کب تلک کو کاکی تو آپ اخبرداری کرے

لادے رنگیں کو جیا گر تو تو میں جیتی بچوں ؛
تو مری دائی اگر اتنی مددگاری کرے

مختلف فرد اشعار

ہے ددا مال کیا بڑا دونا | جو وہ آوے تو دوں کھڑا دونا

یاد دکھانے ہیں جو رنگیں مجھے کل تو آیا | تو بچی مرہی کے ایسا مجھے اچھو آیا

نکلا عید کا چاند جو گھر سے لشکر والا نکلا آج | کیوں نہ پھروں میں اہلی گہلی اوپر والا نکلا آج

مجھ کو روتا دیکھکر بولی ددا زاری نہ کر | تیرے صدقے ہو کے میں مرجاؤں جی بھاری نہ کر

میری چھوچھو کو ہو علی کی سنوار | قہر ہو وہ اُسے بنی کی مار

پوچھ مت مجھ سے دوگانا ہی تجھی کو نھا برس
دور تیری جان سے تجھ کو لگا میٹھا برس

مجھ کو بھاتا ہی ترا خیلا پن | واہ کیا خوب ! یہ البیلا پن

چاک دل رشتۂ الفت سے سدا سیتی ہوں۔

ہجر میں وصل کی امید پہ میں جیتی ہوں

دے مجھ کو جو رخصت تو ابھی ہو کے پھر آؤں
جا گھر کو یہ کہہ منہ سے میں صدقے ترے جاؤں

ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو میں	شکر صد شکر کہ وصل اس سے ہوئی رات کو میں
آج باجی کی وہ دا تو نے جو پائی پر چپ	تو بے مجھے تان کے وہ تو نے دکھائی پر چپ

دمبدم گوئیاں کی ہیں مجھ کو وہ یاد آتیاں
اودی اودی بھٹنیاں اور گوری گوری چھاتیاں

کیا برا ہی شہر شملہ جو دوگانا میری جان	میں تو مالکوں اور زناخی یوں کھلاؤ تجھکو پان

آ دوگانا چھاتیوں سے چھاتیاں مل مل گھسیں
چل بدن کو ہم بدن پر رگڑیں اور صندل گھسیں

پاؤں میں ڈالوں گی میں اس [illegible] کے بیڑیاں
ٹھیلتی پھرتی ہے لڑکوں میں یہ کوکا گبڑیاں

کیوں خفا ہوتی ہے تو منہ جو ترا پاتی ہوں میں
تو محل سے میں دوگانا ترے پاس آتی ہوں میں

ہر مہینے میں کہ بہلاتے تھے مجھے پھول کے دن
باری اب کے تو مرے ٹل گئے معمول کے دن

زعفرانی جو دوپٹے پہ روپہری گوٹ ہو | دیکھ کر اس کو حیا بندی نہ کیونکر لوٹ ہو

شادی کریں گڑیوں کی ہم آؤ نکالو | تم آج زناخی ہو مرا چاؤ نکالو

آج فرصت نہیں کل رات کی ٹھہرا کے اٹھو
بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اٹھو

قسم ہو میاں شاہ دریا کی مجھ کو | دوگانا بہت چاہتی ہوں میں تجھ کو

اب کے یہ عہد کر جو بارہ وفات ہو | تو میری اور تیری دوگانا وہ بات ہو

میں روبرو بیٹھی ہوں مری جان ادھر دیکھ | صدقے تری ہر آن کے ہر آن ادھر دیکھ

والی کو غم لب ہی یہ کہتی ہی کیا بی بی مری	کب سے بیں تکتی ہوں وہ لاتی نہیں حبسی مری

طبیعت جبکہ بندی کی دوگانا جان پر ہہٹی ٭
تب اُس کمبخت نے اُس بات کی اک باندھ دی ہٹی

تو اپنی چاہ میں ڈوبا ہوا جو مجھکو پانی ہی	تو اس خاطر زنانی مجھپہ تو طورا جتاتی ہی
ایسے ظالم کو دل دیا ہم نے	آہ اللہ کیا کیا ہم نے
صبح کو اُٹھکے جو تم گھر کو اجی جاؤگے	یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤگے
دل ہو خوں اور حنا کو بھاگ لگے	اس تری مصحفی کو آگ لگے
جب دوگانا باغ میں چلتی ہی میری ناز سے	سرو کو کہتی ہوں میں ہٹ جا بلند آواز سے
ہوے باعث مرے مر جانے کے	صدقے اس آپکے گھر جانے کے
دوڑ کر باجی کے سینے کو تہ مقلانی سی	پہلے تو میری یہ اطلس کی تنے وانی سی

ہوگیا چاک جگر کا مجھے سینا بھاری	دشمنوں پر ہو مرے ابکے مہینا بھاری

مردوں کو جو کہا میں نے کہ مت جھانک موئی
تو وہیں زہر کی پوڑیا کو دد ابھانک موئی

تو نے منت کی پہنائی جو یہ بیڑی نیلی	تو دد اجان مری ہوگئی ایڑی نیلی
یو علی کی مجھے باجی نہ پہناؤ بیڑی	بارھواں ہو یہ برس ابکے بڑھاؤ بیڑی

بھول کر بھی جو کسی اور کے گھر بھول پڑے
تو الٰہی کہ رے گوئیاں مرے گھر بھول پڑے



رباعیات

۱

کیوں آپ کو تیرے پیچھے - ہلکان کروں
کیوں روٹھنے کا تیرے میں ارمان کروں
میں چاہ کے تجھ کو مفت بدنام ہوئی ؛
رنگین چل دور تجھ کو قربان کروں

۲

شب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا
جب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا
دل تجھ کو بہت چاہتا ہے اے رنگین
اب تجھ سے جدا ہوئی تو معلوم ہوا

احق تری بات میں نہیں ہی پھدرک
برحق تری بات میں نہیں ہی پھدرک
رنگین تری زباں کے نیچے ہو زباں
مطلق تری بات میں نہیں ہی پھدرک

میں جب سے ہوئی ہوں تیرے ہاتھوں بسمل سنتا نہیں تو میں حال اپنا تجھ سے	۴	جو گزرے ہی مجھ پہ جانتا ہی یہ دل ؛ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل ؛
بس بس چکی۔ لو جی۔ بس جی چپکے ہی رہو جی مجھ سے جیسے ہو تم مجھے ہی معلوم	۵	اب کچھ نہ کہو جی۔ بس جی چپکے ہی رہو جی بس چپکے رہو جی بس چپکے ہی رہو جی
جان آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی تقصیر معاف کیجیے بس روٹھ چکے	۶	ہاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی یاں آؤ گلے سے اب لپٹ جاؤ جی
کوگا تجھ کو یہ کس کی ہی چاہ موئی ؛ رنگین ہی کون جس کا لے لیکر نام	۷	سچ کہہ تو کہ ہی کس سے تجھے راہ موئی کہتی ہے دم یہ تو آہ موئی
	۸	

رنگین سے لیا تھا میں نے رو کر چھلّا
پاؤں جو وہ چھلّا تو دوا بیٹھک دوں
دکھلاؤں کی کیا منہ اُسے ٹھو کر چھلّا
منت کا اُٹھاتی ہوں یہ دھو کر چھلّا

رنگیں مجھ کو صدر جہاں کی سوگند
میں تجھ کو نہ جی سے چاہتی ہوں تو مجھے
اور پیارے مجھے ننھے میاں کی سوگند
سب پیریوں کی اور زین خاں کی سوگند

اب مانوں گی میں تیرا کہا رنگیں جان
مت ہاتھ جھٹک سر اترے پاؤں پڑوں
یے پنے گلے مجھ کو لگا رنگیں جان
مجھ سے تو روٹھ کر نہ جا رنگیں جان

قطعات

کہی پڑوے کی بات رنگیں نے
بات رہتی نہیں ترے جی میں
بولی چلوں سے وہ دکھا جُھلکا
تو بھی کتنا ہی پیٹ کا ہلکا

۲

ضعف نے رنگیں کیا میرا یہ حال
پھانس کی مانند دم کھٹکے ہی آہ
دل میں آکر عشق کا جو گھر ہوا
سانس بھی لینا مجھے دوبھر ہوا

۳

میں نے چاہا جو تجھ کو اے رنگین
تہمتیں جوڑتی ہی کیا کیا خلق
مجھ سے ہر ایک بدگمان ہوا
جی لگانا بلا رے جان ہوا

رنگین دیکھ تو عشق میں اپنے میں نے اب پہچانا تجھ کو ؞	۴	تو نے مجھ کو کتنا پیسا ؞ تو ہی ایک ارے چھتیسا ؞
مجھ کو ہنستے کل جو دیکھا اور سے پھر یہ فرمایا مجھے رنگیں ترا	۵	تیش کھا پہلے تو اُس نے سر دھنا زہر لگتا ہے یہ ہرجائی پنا
بدل کے بھیس کو گوئیاں کے گھر میں تو اپنی باجی سے بولی وہ رنگیں	۶	گئی ہنگام میں ہولی کے میں جب کہ اے بی دیکھیو گوئیاں کے کرتب
کیا تجھ سے کہوں کہ میں نے ناحق رنگین تجھ سے جو دل لگایا ؞	۷	کھینچی تجھے چاہ کر ندامت تھی اپنے یہ دشمنوں کی چاہت
میں دوگانا کے پاس شب جو گئی بولی پہچان کر وہ اے رنگین	۸	کر کے جوگی کا روپ ملکے بھبوت ہیں نظر میں مری ترے کرتوت
شب کو لیٹی جو میں زناخی سے چین برابر وہو یوں کہا رنگین	۹	منہ پہ آنچل کی اُس سے کر کر اوٹ ہی جھپیٹا ترا مرے سر چوٹ
	۱۰	

دیکھ رنگین مجھے مری گوئیاں ؛ اپنی ہم جولیوں سے کہنے لگی		پالئی میرے عشق کا جب اوج میری گوئیاں سے آنکھ لگتی نوج
دور ہو یاں سے تو نہ چھیڑ مجھے ؛ کھو جڑا جائیو ترا رنگین ؛	۱۱	کیا نکالی ہے تو نے میری کھج اری میں تجھ سے دل لگاتی نج
میری اس سال و مہ کے آنے کو رکھ نہ دھیان اور بات کا رنگین	۱۲	اپنے نزدیک جان لے تو فتوح تجھ سے ملتی نہیں ہے میری روح
چھیڑ کر اس نے پوچھا آؤ گے کب نہ لگا مجھ کو ہاتھ اے رنگین	۱۳	کہا میں نے بتا کے یوں تاریخ کہیں میری نکل نہ جاوے چیخ
جب اس نے کہا کہ مجھ کو تم سے اک بار وہ کھل کھلا کے رنگین	۱۴	ملنے کا ہے اشتیاق بے حد بولی کہ چہ خوش است چرا نباشد
رات دن میں یہی کہتی ہوں کہ یاں پانی پی پی کے یہ کوسوں گی اسے	۱۵	جس نے رنگیں کا کیا آنا بند ہو وے یارب وہ زمیں کا پیوند
	۱۶	

	روبرو جا کے تو رنگیں کے دوا یس جھکیے پوچھے وہ حال جو میرا تو یہ بڑھ کر کہنا	جوڑ کر ہاتھ کھڑی ہو جیو اوسان سے دو ہی بہت جان سے بیچین تری جان سے دو
۱۷	پا کے تنہا جو کل دوگانا کو چونکتے ہی وہ بولی سسکی بھر	میں نے چھاتی ملی جھپٹ کے بزور او ہی میں مر گئی موئے در گور
۱۸	زبس ہی ریختہ ایجاد رنگیں ہوا انشا بھی اب کہنے لگا ہے	اسی خاطر کہا کرتا تھا اکثر چہ خوش اللہ جیو نیٹی کے بھی ہیتے پہ
۱۹	جب کہا میں نے کہ میرے گھر چلو گال پر انگلی کو رکھ کر یوں کہا	تب مری گوئیاں نے اے رنگیں پکار میں ترے گھر جاؤں گی اے دور پار
۲۰	سنا ہی یہ میں نے زناخی مری کہا ساتھ بجلی کے کر مجھ کو یاد	کہیں کرتی پھرتی ہو گلشن کی سیر کہاں ہو گئے اے جانی یادش بخیر
۲۱	میرا اندکور کسی نے جو دوگانہ سے کیا یوں لگی کہنے کہ خواہش نہیں اس کی مجھ کو	تو مجھے کو رہے کے رنگیں وہ بہت ہو کے تیز بس جو میرا ہے تو میں اس کو کہوں تیرا بیز
۲۲		

یاد ہیں اُس کی بھر کے ٹھنڈی سانس دیکھیے کب خدا ملاوے گا :		یہی کرتی ہوں کرکے ہیں افسوس اب کی رنگیں گئے ہیں کالے کوس
رنگیں مجھے قول دے کے گوئیاں جو تجھ سے دغا کرے تو پھر بس :	۲۳	کہنے لگی جی میں لا نہ وسواس ہو اُس بندی کا ستیاناس
کل میں نے کہا زناخی سے تو لگی کہنے یوں وہ اے رنگیں	۲۴	جی میں آتا ہے تجھ سے کیجیے چلبش بس بس اب مجھ کو مت دلاو طیش
قسم اس سر کی ہوں میں سیدھی سادھی جو تم کھو گے ہو چھل بل کے تو رنگیں	۲۵	نہیں آتا مجھے چھل بل سے اخلاص کرو جا کر کسی چھتّل سے اخلاص
دام سے عشق کے نہ تھی واقف چین رہتا تھا جب کہیں رنگیں	۲۶	کام سے عشق کے نہ تھی واقف نام سے عشق کے نہ تھی واقف
کہوں میں کس سے یہ جو شخص رنگیں ولیکن سوچ رہتا ہے یہ مجھ کو	۲۷	لگا ہے میرا اُس چھل ہلے[۱] سے عشق ہوا کب ایسی چھل ہائے[۲] سے عشق
	۲۸	۱ بدمزاج ۲ نخرے باز .

تونے ڈھکا کے جو نہیں مجھے کل میں نے اس سر کی قسم ہے اپنا		لب کا بوسہ نہ دیا جانی ایک کیا رو رو کے لہو پانی ایک
وہ جگت ہیں جو مجھ سے چل نکلا کہا اُس سے کہ آپ اے رنگین	۲۹	تو وہیں میں نے رک کے کھا کر بل تجھ سے بولے تو ہو عجب شغل
دل کسی سے نہیں رجتا رنگیں التجا کس کی کروں اپنی ہمیں	۳۰	جوئے پر اپنی سے ناچار ہوں میں ناک چوٹی میں گرفتار ہوں میں
جب سے دیکھا ہے مجھکو رنگیں نے مجھ کو کیا احتیاج زیور کی	۳۱	جان ہیں تب سے اُس کی جان نہیں وضع سادی ہے میری - بان نہیں
کیا بری طرح سے ملتا ہے نوای رنگین جان رحم آتا نہیں کچھ تجھ کو بدن چھلتا ہے	۳۲	ہر ملاقات میں کہہ تجھ سے کہاں تک میں لڑوں سخت مت ہاتھ لگا مجھ کو تیرے پاؤں پڑوں

۳۳

ہر کسی کی بات پر تو پھوٹ کر رویا نہ کر
میں یہ سمجھاتی تھی رنگیں رات اس نادان کو
یوں کہا گھگیا کے اُس نے کیا کروں ناچار ہوں
بس نہیں چلتا تو روتی ہوں برے کی جان کو

ابّا نے کل آکے مجھ سے جب کہا اُس کے ٹکھڑے کو اجی تب میں نے دیکھ	۳۴	تم کو رنگیں نے بلایا ہے چلو یوں کہا بس بس نہ بک چل دور ہو
کہیو اللہ یہ میاں رنگیں سے پر نفیس جانیو اسے پیارے	۳۵	گرچہ ہم تم میں ہے بہت ان بن جی سے بھاتا ہے تیرا اَچبلا پن
کہا رنگین نے بچھواں تری ؛ پہلے کچھ بڑبڑا کے ہونٹوں میں ؛	۳۶	گورے پاؤں میں نیلی بیڑی دیکھ کہا میں نے کہ اپنی ایڑی دیکھ
شعر میں نے سُنے ہیں رنگیں کے چوچلے اُس کے قتل کرتے ہیں	۳۷	نوج اُس سے کسی کی لاگ لگے اُس کی اس گفتگو کو آگ لگے
ہے جو روٹھی تو بس میاں رنگیں گدگدی کر کے یوں لگے کہنے	۳۸	جی میں کچھ سوچ اپنے ہو کے کھڑے ہم کو ہی ہے کرے جو ہنس نہ پڑے
جب چلی گھر کو روٹھ میں رنگین لگ کے چھاتی سے پھر لگے کہنے	۳۹	ہو کے وہ بیقرار دوڑے آئے ہم کو ہی ہے کرے جو آگے جائے
	۴۰	

میاں رنگیں کو دیکھ اپنی گلی میں لڑاتا ہی موا جس تس سے آنکھیں	۴۱	کہا میں نے یہاں تو کیوں کھڑا ہی تجھے بے طرح یہ لپکا پڑا ہی
آ کے جب بیدریغ رنگیں نے ہاتھ ماتھے پہ مار میں نے کہا	۴۲	لی مری موٹی ران میں چٹکی پڑے اس اختلاط پہ پٹکی
ہی غم مجھے رات دن یہ رنگیں میں نے جو تجھ سے دل لگایا	۴۳	تجھ سے مری آنکھ کیوں لڑی تھی کم بخت وہ کونسی گھڑی تھی
میں نے کوسا جو غیر کو رنگین دین و دنیا میں ہووے اُس کا بُرا	۴۴	بولی گوئیاں کہ ہم رہیں جیتے جو کسی کا کوئی بُرا چیتے
شب کو آئے جو میرے گھر رنگیں تیرے بتاؤں یاں سے اپنے گھر		منہ تھتھا کریں بولی اس نے جھٹ سے دشمنوں کو بجا رہو شب یاں سے

خمسے

خمسۂ اوّل

عشق کا تیر لگا ہی مجھے کاری انّا — زندگی لگنی ہی اس بن مجھے بھاری انّا
رحم کھا کر مرے احوال پہ جاری انّا — رات باتوں میں یہاں تو نے گزاری انّا
صدقے تیرے کسی ڈھب سے اسے لا ری انّا

میں نے سو بار کہا ہی یہ تجھے سمجھا کر — کہ بکا کر نہ فلانی کی طرح چلا کر
او شغل روز نیا لاتی ہی اک تو جا کر — آج لشکر وہ سب [illegible] کہا کیوں آ کر
تو نے ٹھگی سی یہ کیا چھاتی میں ماری انّا

قہر [illegible] اہی یہ [illegible] محبت النسا — [illegible] پڑا ہی تھا [illegible] کچھ اس کی [illegible]
اس کے ہاتھوں سے تو اب حال ہی بندہ کا تباہ — آٹھ آٹھ آنسو رولاتی ہی مجھے اس کا نباہ

روز و شب رہتے ہیں اشک آنکھوں سے جاری انّا

اُس سے اک بار تو لو بندی ملے گی شرطی ہاتھ اب جان سے دھو بندی ملیگی شرطی	ننگ و ناموس کو کھو بندی ملے گی شرطی ہونی جو ہوئے سو ہو بندی ملیگی شرطی

وصل کی اُس سے زباں اب تو میں ہاری انّا

اُس کو یاں لا تو بھی سوچ میں بیٹھی ہے کیوں میرا جو عہد ہے اُس عہد پہ میں قائم ہوں	اُس کے آتے ہی قسم ہے مجھے گر دم بھی لوں میں نے مانا ہے کہ وہ آوے تو میں جھٹکا دوں

لا کسی طرح اُسے اے مری پیاری انّا

اُس کے لانے کا مجھے روز تو دیتی ہے دم کھائے جاتا ہے مجھے اس کی جدائی کا غم	حق میں اس بندی کے اب اتنا تغافل ہے ستم وہ ملے اب کے جو مجھ سے تو علی جی کی قسم

دوں گلے اپنے کا جوڑا تجھے بھاری انّا

بھیجتی جس کو ہوں واں اُس سے مجھی ہوتی ہے ڈر مان لے میرا کہا بیچو مت اُس کو اُداس	جانا تیرا ہی وہاں کا مجھے آتا ہے راس اُٹھتے ہی صبح کو اُڑ جا یو رنگین کے پاس

کہیو سب حال مرا ہیں ترے واری آنا

خمسہ دوم

سمجھ کر مجھے جی میں بھولی کہارو
رہی چپکی میں کچھ نہ بولی کہارو

زباں آج باجی نے کھولی کہارو
جو ہونی تھی سو بات ہولی کہارو

چاؤ لے چلو میری ڈولی کہارو

نہ نکلے کبھی جاؤ سارے تمھارے
غرض کھاؤ یہ گھاؤ تم کھاؤ سارے

خدا ہی سے اپنا کیا پاؤ سارے
بچھڑ جاؤ نگری سے مرجاؤ سارے

لگے تم کو ایسی ہی گولی کہارو

ہوئی میرے جوڑے کی یہ نیک بختی
اٹھائی نہ جاوے گی یہ مجھ سے سختی

کہ ٹکڑے ہوئے محرم اور ساری تختی
چلو ہولے ہولے دھمک سے نہ تختی

گئی سب مسک میری چولی کہارو

فقط تیکی میری اکہری سواری
اگر دو لاکھ منت کرو لاکھ زاری
یہ کیوں ڈولی رستے میں تم نے اتاری
علی کی قسم میں نہ دوں گی کہاری

مجھے بھیجو تم نہ بھولی کہارو

اٹھا کر مری ڈولی کاندھے پہ دھر لو
ابھی جتنا چاہو تم اوتنا ہی زر لو
گلی کی مری حد سے آگے گزر لو
ذرا گھر کو رنگیں کے تحقیق کر لو

کہو یاں سے کو پیسو ڈولی کہارو

خمسۂ سوم

بھاتی ہے جی سے بندی کو انچل کی اوڑھنی
منگوا دو کوئی مجھ کو مسلسل کی اوڑھنی
اوڑھوں گی سادی میں تو نہ ململ کی اوڑھنی
ہیں تو وہ اوڑھنے کی نہیں کل کی اوڑھنی

بات چیت
باجی مجھے اوڑھا دو جھلا جھل کی اوڑھنی

[illegible] اٹھا کے مقابل کا جھوٹا دھان
کمبخت بکتے بکتے مری تھک گئی زبان

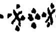
قطعہ

بخت ہے بہرہ اسے نگین
ہیں اسے چاہوں چاہے عنبر کو یہ
کر چکیں جب وہ دونوں اپنا حال
مجھ کو باتوں میں یہ اڑاتی ہیں
یعنی یہ بات مجھ کو ہوئے یقیں
ہاں مگر خالی چاہ ہے ان میں
الغرض رو میں خوب چلا کر
مجھ سے پردہ رہا نہیں اب کچھ
حاصل اس مکر سے بھلا کیا ہے
سن کے آخر وہ ہو گئیں قائل
بس کہ تھیں وہ بھی خستہ بال و باش
کر کے باتوں میں راضی ان کو لٹا
نصف شب سے غرض کہ تا بہ سحر
صبح تک دونوں ہو گئیں وصلی
آ گئیں خوب اس کے جب بس میں
کر چکی ہم کو چھوڑ دو صاحب
کہا اس نے کہ گر کرو تو یہ

کوئی اب اس کا کیا علاج کرے
دوستی اس طرح کی ساج کرے
وہیں گزرا یہ جی میں اس کے خیال
پھر چلتر سمجھے نہ کھاتی ہیں
کہ بڑے کام میں یہ دونوں نہیں
یعنی آپس میں راہ ہے ان میں
اس نے ان سے کہا یہ تنہا کر
میں کھڑا دیکھتا تھا یاں سب کچھ
سب کچھ آنکھوں سے میں نے دیکھا ہے
ان سے صحبت کا وہ ہوا سائل
مرد کی آپ کی انھیں بھی تلاش
کیا کہوں ان سے کس طرح سے ملا
کبھی یہ اس پہ تھا کبھی وہ اس پہ
ایک تو تیلی دوسری بیلی
پھر تو دینے لگیں وہ سے قسمیں
مانیں گے تم کہو گے جو صاحب
تو تمہیں چھوڑ دوں ابھی باشد

ورنہ جب تک ہی میرے دم میں دم	ہاتھ میرے ہیں اور تمھارے قدم
یہ سن اُس کے قدم پہ گر پڑیاں	ہاتھ پھر جوڑ کر ہوئیں کھڑیاں

لگیں کہنے جو پھر یہ کام کریں
تو بس ایسی ہی ہم بلا میں پھنسیں



نامہ زناخی کا

زناخی کو بیچ حالت خفگی کے اور بیچ تعریف سراپا ہمدیگر کے اس معنی پر کہ تجھ میں مجھ سے کونسی بات زیادہ ہی کہ جس پر تو اتنا اتراتی ہی

اے دلبر و دلبر یگانہ — وے فتنۂ و فتنۂ زمانہ
اے مایۂ عیش و شادمانی — وے باعث لطف زندگانی
اے کاشف سرِ عشق بازی — وے کشتۂ الفت مجازی
اب تجھ سے ہی یہ سوال میرا — کیوں تجھ کو نہیں خیال میرا
سمجھے ہی تو کیوں حقیر مجھ کو — کس بات پہ ہی یہ گھمنڈ تجھ کو
سوچا میں نے بہت ہی دن رات — تجھ سے نہیں مجھ میں کم کوئی بات
گر تو ہی بہت ہی خوب صورت — تو میں بھی پری ہوں فی الحقیقت
جو بال بہت بڑے ہیں تیرے — تو نرم و سیاہ ہینگے میرے
پیشانی ہی تیری گر کشادہ — تو میری جبیں ہی لوحِ سادہ
اب تجھ سے کہوں بھووں کا عالم — کچھ وہ بھی نہیں ہیں بیش اور کم
جو تیری ہیں ماہِ نو کی ثانی — تو میری ہیں تیغِ اصفہانی
ناوک جو مژہ ترے بلا ہیں — تو پلکیں یہ خنجر بلا ہیں

چشموں میں بھرا ہے گر ترے ناز — تو آنکھیں مری بھی ہیں فسوں ساز
رخسارے ہیں تیرے سیب سے پُر — تو میرے بھی گال ہیں مہ و نور
نتھنے کی پھڑک ہے گر تجھے یاد — پھڑکانے میں ہیں بھووں کے اُستاد
بینی تیری جوں الف عیاں ہے — تو میری بھی ناک سو تواں ہے
گر ہونٹھ ترے ہیں برگ گلاب — تو ٹکڑے ہیں لعل کے مرے لب
گر دانت ہیں تیرے سلک گوہر — تو میرے ہیں موتیوں سے بہتر
شیریں ہے زباں تری جو خود کام — تو میری زباں ہے لوزِ بادام
مسّی تری ہے اگر نمودار — تو میری دھڑی بھی ہے دھواں دار
ستھرا جو ہے تو نے پان کھایا — تو میرا لکھوٹا ہے سوایا
گر تیری ہنسی غضب ہے جاناں — تو قہر ہے میرا مسکرانا
گردن ہے تری بیاضِ ناگن — تو میری بھی ہے صراحی گردن
بازو جو ہیں گول گول تیرے — تو ڈنڈ بھرے بھرے ہیں میرے
ساعد ہیں ترے جو شاخِ سنبل — تو بانہیں مری بھی ہیں رگ گل
ہیں پنجۂ خور جو ہاتھ تیرے — تو رشکِ قمر ہیں ہاتھ میرے
گر تیری ہیں چھاتیاں بہت صاف — تو میری بھی ہیں غضب ہی شفاف
تختی تیری اگر بھلی ہے — تو سانچے میں چھپ مری ڈھلی ہے
گر تیری کمر ہے مو سی پیچ — تو میری کمر کو جان لے ہیچ
رانیں تیری ہیں گاؤ دم جو — تو میری سرین ہیں اُن سے نیک
[illegible] گر تیرے پاؤں — تو میرے بھی ہیں [illegible] بھرے پاؤں

گر تیری کفک ہی پانوں کی خوب	تو میری بھی فندقیں ہیں محبوب
دست ہی ترا جو سرو آزاد	تو میرا بھی قد ہی نخل شمشاد
جوتا تیرا نیا ہی گر زور	تو میری بھی کفش ہی جھلابور
رفتار تری جو خوشنما ہی	تو میرے بھی فتنہ زیر پا ہی
انگیا گر گاچ کی ہی تیری	تو ستھری رہنا سکھی کی میری
گر کرتی ہی تیری جالی کی ٹھیک	تو میری بھی ہی بہت ہی باریک
گر تجھ میں ہیں ناز اور ادائیں	تو میرے کرشمے ہیں بلائیں
گر کرتی ہی ادا ہی تو پری سے	تو بھرتی ہوں سسکی میں بھی جی سے
سینے میں اگرچہ تو ہی استاد	تو قطع مجھے بھی ہی بہت یاد
گر تیری جگت پری ہی جانی	تو میں ہوں سراہنے کی بانی
گر نکلے ہی تجھ پہ خلق کا دم	تو مجھ کو بھی چاہتا ہی عالم
چھوٹا سن گر تیرا ہی جانی	تو میری بھی اٹھتی ہی جوانی
گر مال پہ ہی تجھے گھمنڈ آج	تو میں بھی نہیں کسی کی محتاج
ہیں بحر میں دونوں حسن کے غرق	تجھ میں مجھ میں نہیں ہی کچھ فرق
پھر تجھ میں فزوں ہی کون سی بات	جس پر اتراتی ہی تو دن رات
افسوس یہی ہی مجھ کو جانی	کچھ تو نے نہ قدر میری جانی
دنیا کا کیا نہ مجھ کو دیں کا	کھویا نہ رکھا مجھے کہیں کا
سمجھے ہی تو مجھ کو اور کا اور	ذرہ بھی نہ اپنے دل میں کی غور
یعنی یہ زنا خنی باوفا ہی	مجھ پر جی جان سے فدا ہی

مجھ بن نہیں اُس کو اور سے کام
ورد اُس کا ہمیشہ ہے مرا نام

جتنی ہیں تھی نہ سمجھی تجھ کو
کیا اُس سے سوا لکھوں گی تجھ کو

سب جانے ہیں تیری بے وفائی
جو جو کی تو نے جگ ہنسائی

احوال ترا ہے مثلِ بلبل
دیکھا کوئی جب کہ خوشنما گل

اک بارگی ہو کے اُس پہ شیدا
دو ہیں کیا عشق تازہ پیدا

اے باعثِ رسمِ بے وفائی
کیا تجھ سے اُمیدِ آشنائی

میں نے ہرچند کی بہت غور
کچھ ٹھہرا نہ دل میں اس بغیر اور

رنگین کو تو چاہتی ہے جی سے
مطلب مجھ کو نہیں کسی سے

تمام شد

۷۸۶



جب سے کہ سامنا ہوا اُس چاہ کی گلی کا
ہے وردِ مجھ کو حضرت مشکل کشا علی کا

مرجھا گیا دل اپنا تو نقشہ یاد آیا
بے اختیار مجھ کو اُس پھول کی کلی کا

نرماہٹ انگلیوں کی اُن کی نہ پوچھ مجھ سے
ہے صاف واں تو عالم اک مونگ کی پھلی کا

مجھ سے نہ اڑ زناخی تو رات کو کہیں تھی
ہے رنگ کوئی چھپتا ایسی ملی دلی کا

ہاتھوں سے تیرے ہیں تو کمبخت عاجز آئی
جو کام ہے نگوڑا تیرا سو ہلبلی کا

میں کیا کہوں دوگانا اُس کل کے دوڑنے سے
جو حال ہو گیا ہے اُس پاؤں کی نلی کا

کیونکر قدم رسولوں جا کر بھروں نہ چوکی
رکھیے جو آسرا تو ایسے مہابلی کا

دل گدگدا رہا ہی جس شخص پر کہ اس کے
زانو کے پیچھے گھوڑا تہ ا بہیرا تھلی کا
بوڑے بغیر گزرے کس طرح مرد و زن کی
یہ چال ہی ولی کی یا کام ہی تلی کا

انشا سوائے اپنے اللہ کے جہاں میں
ہی کون کھونے والا اس دل کی بیکلی کا

وصف بیاں کیا کروں رات کے مہمان کا
آدمی زادہ بنا جان نبی جان کا
رات جو میں نے سنا قصہ پرستان کا
خواب میں آیا نظر تخت سلیمان کا
تجھ سی پری بھی کوئی ہووے تو شاید کہ ہو
ہم نے تو دیکھا نہیں آدمی اس شان کا
جب وہ گیا مرد وا اٹھو رہا غش ہوا
بھاپ لگا گدگدا جس کو تری ران کا
یہ بھی تو ہی اک چھبن دھوپ کی ہو چولی ان
لیجیے لہنگا پہن بادلے کے تھان کا
بات جو کہنی نہ تھی سو وہ دوا سے کہی
مونھ نہ دکھاوے خدا آپسے نادان کا
مل تو مرے پاؤں کی آن سے ٹک انگلیاں
پھینک دے رابیل تو ہار مدن بان کا

تیری تو انشا کبھی بات نہ باور کرے
جامہ پہن کر اگر آوے تو قرآن کا

اللہ کرے سلامت جم جم رہے یہ بیڑا
ہی جس کے دم قدم سے دنیا کا سب کھیڑا
کیوں کبلی انگلیوں سے تو مجھ کو ہی لپٹتی
ہو ہی تری گلہری کیا مانگتی ہی پیڑا

بندی کی دشمنی میں ناحق جو ہوں الٰہی
لگ جاوے ان کے منہ پر ازغیب کا تھپیڑا

باجی سے اپنی ہنس کر کل دو پری یہ بولی
کیوں تم نے میرے انشا اللہ خاں کو چھیڑا

کروں بستار کیا اپنی دوگانہ کی رکھائی کا
نیا یہ سوہلا سننے لگا ہے تو میں میری
وہی جانے کہ کیونکر بات چیت ان تک پہنچی ہے
بھلا حاصل جو دیدے دھوئے دھائے سنائی ہے
دماغ آکر انھیں میں ٹھس رہا ساری خدائی کا
ہوا در ان کا لڑکا نیند و منجھلے بھائی کا
دوا کا آسرا ہے یاں پھر وہ ما کچھ نہ دائی کا
کہاں گھر گھاٹ سب معلوم ہے ان کی صفائی کا

تجھے کچھ پڑا نہ تھا انشا سے ہیں نہ بات کرنے
مزا کام ہے تیرے ہی ہاں نہ بے حیائی کا

چوٹی پہ تری سانپ کی ہے لہر دوگانا
چتون تری بس دیکھتے ہی یا دیڑھی ہے
نوج ایسے کہیں اور ہوں گھر گھوچ ٹھے لوگ
بن بیٹھے ہیں دولہا دولہن اس وقت جو ہم تم
کھاتی ہوں ترے واسطے میں زہر دوگانا
دلی کی وہی چہل وہی نہر دوگانا
سب تاڑ گئی ہے یہ بر اشہر دوگانا
تو لاکھ روپے کا تو بندھے مہر دوگانا

میں تجھ سے سمجھ لوں گی بھلا کون ہے انشا
اللہ ری تو ہے بڑی قہر دوگانا

تم نے پہنی کہانی تو بیڑی انّا
پیلی ٹھیکری ایک ڈھونڈ کے لائی جس سے
کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا

آپ بینی تو کوئی بات نہ چھیڑی انّا
اپنی رگڑا کروں میں پاؤں کی ایڑی انّا
کٹ گئی یعنی مرے پاؤں کی بیڑی انّا

نہیں سنکار لیا تو نے تو پھر انشا نے
میرے دروازے کی کیوں چول اکھیڑی انّا

تھام تھام اپنے کو رکھتی ہوں بہت سا لیکن
اپنے کوٹھے پہ چھا اس ڈھب سے زٹیلا کہ مری
تشیدی عنبر کے جو آنے کا پڑ رہی کہیں

کیا کہوں تم نہیں سکتا مرا اندر والا
لے گیا جان اوڑا ایک کبوتر والا
وہ ہی قصہ نہ ہو درپیش صنوبر والا

آدمی زادہ وہ انشا ملے اُن پریوں سے
اُڑ گیا ہو شے نگوڑا جو کوئی پر والا

آگ لینے کو جو آئیں تو کہیں آگ لگا
نہ برا ملے تو یوں نوچ کوئی مٹھی بھر
میٹھے بیر اگن اگر اپنے درختوں میں تو پھر
اوڑ گئی فاختہ کیوں سرو پہ دم دیتی ہے

بی بی ہمسائی نے دی جی میں مرے آگ لگا
بیگما تیری کیا رہی ہیں نیا ساگ لگا
پھول اور پھل کی جگہ دے وہیں بیراگ لگا
اجی اس کا نہ کچھ اچھا مجھے کھٹراگ لگا

شوق سے سونگھ لے انشا مری بو باولی
دے چنچل خو کے ہونٹوں ہیں تو ایک ناگ لگا

ہائے پھپھولے ہیں آنسو کے یہ نکلے نہ کیونکر آنکھ سے بری
جھونک گیا خاک آنکھ میں سب کے اگ بگولا آیا

چوٹی تلے کا یہ تل جیسے ہی آنکھ کے تل میں بیٹھ گیا
بند توڑا کر پرچے اڑا کر اس مخمل میں بیٹھ گیا

ہے یہ نہ بختی کونسی منزل انشا اس کا نام
ڈر سا دل کے میرے اندر اس منزل میں بیٹھ گیا

اپنا جو جتاتا ہو نہیں زور نگوڑا
سوتی تھی مزے میں کہ گئی نیند اچٹ ہائے
میں چیخ پڑوں کیوں جو لے چٹکی میں اپنے

صدقے اُسے کر ڈالیے در گور نگوڑا
کیا جانیے کیسا یہ ہوا شور نگوڑا
ڈالے مسل انگلی کی مری پور نگوڑا

ہمسائی میں کو نجھل ہوئی کل رات کو انشا
گھر اس کے زنانے میں گیا چور نگوڑا

تری مہر گر پڑی تو ادھی سر نہ تھام اپنا
کمبخت ہو وہ کام جو دوگانہ بہت برا
لو شمع کی نکلتی ہے ان آنسوؤں کے ساتھ

بیٹھی ہے اچھی اس پر تو کھیلے نام اپنا
صدقے گئی تھی ہے یہ زمانہ بہت برا
پانی میں ہے یہ آگ لگاتا بہت برا

کیوں آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہی مجھ کو تو
دل سوزنہ ہی دندا مری پر اُس کا ہر گھڑی

ہیگا کسی کے جی کا ستانا بہت بُرا
لگتا ہی اُنگلیوں کا نچانا بہت بُرا

بھر آئی میری آنکھ تو انشا نے یوں کہا
لگتا ہی مجھ کو آنسوئے بہانا بہت برا

بیگما میں جو بُری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
تو تو اوکٹی نہیں جاوے گی مرے عیبوں میں
اپنی بجلی کی سی تو چھب کی خبر لے باجی
کچھ ترا باغ تو لوٹا نہیں ہی میں اپنی

پہنے پوشاک زری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
اری میں عیب بھری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
کرم میں گو کہ ذری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا
گود پھولوں سے بھری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

نئے دھانوں کی سی کھیتی کی طرح سے انشا
ڈہ ڈہی اور ہری ہوں تو بھلا تجھ کو کیا

رنگ ہی آنکھ کی پتلی میں اُسی کا جھلکا
مشک کی طرح سے گال اپنے پھلاتا کیوں ہی
پک رہی ہی یہ جو کھچڑی سی سبھوں میں جس سے

چھوڑ دنیا میں دیا جن نے یہ پتلا گل کا
اسے او سقہ کے لونڈے تو نہ پانی چھلکا
اُس کی اب تک نہ گلی دال نہ چانول لٹ کا

ہاتھ آیا سو ہتیلی سے ہتیلی ملتا
چڑھے او بھاڑ میں جاوے یہ نگوڑا چسکا

چھبتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا | کوئی سادی سی مرے واسطے لا ری انگیا
گوکھرو لہر نت ڈاک سناہے کیا چیز | اس سے ہو جاتی ہے کم بخت گنواری انگیا
گیند اک میں نے جو پھینکی تو جھجک کر اُن نے | کچھ عجب ڈھول سے کل اپنی سنواری انگیا
بی بی مغلانی جو سی لائیں تھیں آئی نہ پسند | بیگما جی نے وہ سرالے سواری انگیا
جس میں بو باس ہو تیری وہ نشانی دے ڈال | پھاڑ میں کیا کرونگی لے ترے واری انگیا
اوڑھنی مجھ سے جو بدلی تو اجی یا جی جان | وہ بھی ایک تھی بچے جو ہو بھاری سے بھاری انگیا
تھی عجب کوئی سگھڑ جس نے یہ کاڑھی بوٹے | واچھڑی بن گئی اک پھولوں کی کیاری انگیا
تو جو پہنے کوئی شبنم کی نگوڑی صاحب | تارے یوں ڈوب گئے دن کو سدھاری انگیا
اشرفی تم نے جو دھر لی تو اجی یہ ٹھہری | ناز اور آن کی گویا کہ پٹاری انگیا

ہاتھ انشا کا کہیں چھو جو گیا تو بولیں
تیرا مقدور کہ تو چھیڑے ہماری انگیا

تو قیامت ہے سری ہے جو بڑا تیرا گلا | خوش نہیں آتا ہمیں بی فاختہ یہ چوچلا
روپ آتو کا پکڑ بیٹھے کوئی کالی بلا | تب تو بی ستّی پڑھیں کالوبلا کالوبلا
کیوں پڑا تلملے تجی میرے کلیجے میں بھلا | ہے تمھارا روپ ایسا جیسے سونے کا ڈ
سیل کے گو نڈے اسی کے آج ہیں کیا اے ددا | ہے چھوٹا سا جو لڑکا تیری گودی کا پلا
جان صدقے اُس پری پر یوں کہا حسن نے مجھ | آپ بیتی کہہ کہانی کچھ کسی کی مت چ

دل میں اک انشا کے چٹکی لیے یہ کہہ گئیں
واہ اچھڑی معقول یہ کیا تھا بھلا صاحب بھلا

ردیف ب

تم نے جو میرا اوڑھا دوپٹہ ہے یہ دوگانا بات کڈھب
لگتا ہے اس بن دونوں کو بٹہ ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ایسی نہ چالیں چل تو ہی جاؤ بھری جو لوگ کہیں
آپس میں ہے ان کے سٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

روکھی پھیکی کڑوی کسیلی ہوتی ہو جو ہم سے تم
چاہیے ہے جی میٹھا کھٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ہاتھا پائی خوب نہیں کچھ جانے دو ایسی باتوں کو
لگ گیا میرے منہ کو نہٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

خط پڑھنے کو ڈیوڑھی کے اوپر چاہیے کوئی بوڑھا سا
انشا تو ہی ہٹا کٹا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

ردیف پ

لہریں چوٹی کے تیرے ڈر کے مارے کانپ کانپ
چونک چونک اٹھتی ہوں میں راتوں کو کہکر سانپ سانپ

نوج تم کوٹھے پر آئیں اے بڑی دادی اتو
لوگ سب سوتے ہوئے تم نے جگا دئے ہانپ ہانپ

کوئی اونگل خیر سے اونچی ہوئی تو کیا ہوا
قد بڑھایا بیگما نے میرے قد سے ناپ ناپ

تو جو کہتی ہے کہ تجھ کو بھانپتا ہے اک جہان
کیا ڈرانی مجھ کو لگتی ہے یہ تیری بھانپ بھانپ

ہے بڑا جگرا ترا انشا ارے تو قہر ہے
کب تلک میں تیرے کرتوتوں کو رکھوں ڈھانپ ڈھانپ

ردیف ٹ

کوٹھے پہ سیڑھیوں میں یا کہ منڈیروں سے ادھر
سر ہلائے سے بھروسا نہیں چھٹنا کس وقت

صحن میں ڈھوئے ہیں یا اور کہیں منہ سے پھوٹ
کس جگہ کب وہ کدھر پایں کہ وہیں منہ سے پھوٹ

لوگوں کے چرچے کا ہوتا جو تجھے ڈر انشا
بری کیوں آنکھیں بھلا پھوٹ بہیں مونہہ سے پھوٹ

بس بلائیں مری نہ لے چپٹ چپٹ
سیج پر تو ہی جو نہ ہو تو یہاں
مجھے ٹوکے جو رات کو اُس کا
دم دلاسا عبث نہ دے انا

ہے دوگانہ تو ایک ہی نٹ کھٹ
چین مجھ کو نہیں کسی کروٹ
سینہ پو کی طرح سے جاوے پھٹ
چل چچی دور ہو پرے بھی ہٹ

چوٹ اِک دل کو لگ گئی انشا
جب سُنی اس کے پاؤں کی آہٹ

ردیف ت

مردوں سے پیچ تو مت جس ہے یہ بھی کمبخت
مٹ ادھر لگی سی پڑ اور غش نہ کھا کھا کر
چاہ کیا پڑی دائی صورت اُس کی کیسی ہے

اب بھی آ تو جانے دے درگزر کرا دی کمبخت
بیکلی نہ کر آخر چین لے ذری کمبخت
میں نہیں سمجھتی یہ تیری زرگری کمبخت

ہاتھ میں سدا اپنے رکھیو دل کو انشا کے
بات مان اسی میں ہے تیری بہتری کمبخت

مجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ پرے او کمبخت	تا اُٹھ جاویں گے برے لوگ ابے او کمبخت

ردیف ث

سانس ٹھنڈی ٹھنڈی کیا ناتوں کو بھرتی ہو عبث	اُٹھی کس سے ہو اجی ہم سے مکرتی ہو عبث
میری دوگانا اور ہیں یو نہیں ہیں بیسے ریختہ	دونوں کی جانیں ایک ہیں جلنے جو کرتی ہو عبث
کوٹھے پہ پیاری مت پھرو کاٹے بھری ہیں ٹھیاں	خطرہ لگے ہے کیوں بھلا چڑھتی اترتی ہو عبث
چاہے نہ وہ جو آپ کو کیوں پھر اُس کو چاہیے	ایسے پہ مرتی ہو عبث جی سے گزرتی ہو عبث

انشا سے مت کیوں نہیں عشق ہو بھلا تو دیر کیا
جی ہی یہ کھیلی ہو تو پھر لوگوں سے ڈرتی ہو عبث

سارے بھوتوں سے پرے ہے یہ موا خوجا خبیث ؛
مجھ کو گھورا ہی کرے ہے یہ موا خوجا خبیث ؛
رات بھر کھانسا کرے ہے نیند آتی ہی نہیں
موت کے اب دن بھرے ہے یہ موا خوجا خبیث
بوٹ کی جو ڈالیاں آئیں تھیں بائیں باغ سے
سو گدھا بن کر چرے ہے یہ موا خوجا خبیث
تو نہ کیا بوڑھا ہے اُس کو مجھ تک کھینچ لا ؛
دیکھیو کوکا ارے ہے یہ موا خوجا خبیث

بیگما انشا سے پچیسی نہ کھیلو بس کرو
رشک کے مارے مرے ہی یہ موا خوجا خبیث

ردیف ج

کوئی چاہت ہیں کسی شخص کی بدنام ہو نوج
مردوا مجھ سے کہے ہی چلو آرام کریں
آگیا تیری رضائی میں پسینا مجکو

ای ددا جان وہ کمبخت برا کام ہو نوج
جس کو آرام وہ سمجھے ہی وہ آرام ہو نوج
گرم ایسا بھی نگوڑا کوئی حمام ہو نوج

دن دہاڑا ہی رہے جی تو بچلے انشا
کلموہی کالی بلا ہائے وہ پھر شام ہو نوج

صدقے اپنے نہو اس کے کوئی قربان ہو نوج
یوں اشارہ سے کہا مجھ سے خفا سے کیوں ہو
پڑھوں لاحول نہ کیوں ہی تجھے شیطان لگا
باجی کہتی ہیں کہ ایک مردوے پر عشق ہو تو

ایسے لوگوں کا کسی شخص کو ارمان ہو نوج
جان اور بوجھ کے ایسی کوئی انجان ہو نوج
لاگو ایسے کے کوئی اے موئی شیطان ہو نوج
لعنت ایسا بھی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج

مل کے انشا سے پشیمان ہوئی ہیں تو بہت
دل لگا کر کوئی ایسے سے پشیمان ہو نوج

ردیف چ

بگما چاہ کے دریا کے بڑے پاٹ کو سوچ
نہ دھڑک باؤں نہ دھر پہلے تو گھر گھاٹ کو سوچ

بہے جاتے ہیں پہاڑ اس میں کہاں نکل پڑا
دھار تلوار سے بھی تیز ہے اس کاٹ کو سوچ

ارے ددایاں سے چلی جا تو دے پاؤں ابھی
دیکھ کمبخت کھٹولی کو نہ کچھ کھاٹ کو سوچ

ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کھینچا جو او نہیں تو بولیں
میرے کپڑوں کی طرف دیکھ اور اس ٹاٹ کو سوچ

موتیوں میں انھیں آنکھوں کی ترازو پہ تول
ارے انشا نہ تو بنیوں کی طرح باٹ کو سوچ

ردیف ح

کیا کسی باغ میں ہے آج پڑی سوتی صبح
کالے بادل نہ گھر آتے تو ارے اے لوگو

کیوں مرے سامنے کمبخت نہیں ہوتی صبح
آبرو آج مری مفت میں کیوں کھوتی صبح

ہیں جو بکھرے ہوئے سبزے پہ تو کیا ہر گوہر
لالی بھی نیری کچھ اور سے لیے ہوتی صبح

بیالیاں گل کی جو دھوئیں تو بلا سے باجی
کاش دھبے کو مرے دل کے بھی کچھ دھوتی صبح

ہر کسی شخص کی امید کی کھیتی ہو ہری
یہ ایسا کوئی مالن نہیں کیوں بوتی صبح

میری آتو جی یہ بوڑھی ہے کہ ان کی گویا
رات پالی ہوئی جیٹھن ہے یہ اور پوتی صبح

اوس پھولوں پہ پڑے تو نہ سمجھیو انشا
یہ کسی کے لیے ہے آنسوؤں سے روتی صبح

کیا بلا ہوتی ہے کچھ ایسی ہے دلی کی طرح
کپڑے پھریے چلے پاؤں کی بلی کی طرح

ردیف خ

کھلکھلا کے تا مرے آگے جو ہو گستاخ
کیا بلا گل نے نکالی ہے کوئی تازہ شاخ

کان کی لو میں گھسے ننھی سی بالی کیونکر
بس کا ہو سوئی کے ناکے سے بھی ننھا سوراخ

اری ہنس مکھ تو سے پھول کلی کو کہے پکار
کھلی پڑتی ہے یہ کرتی ہوئی لوگوں سے مذاخ

کرتی ہے تنگ مجھے گھور کے ہے کیوں اے انشا
کیوں ری لونڈی اری نرگس اری او دیدۂ فراخ

بلائیں میں نے جو لیں ان کی کل چٹاخ چٹاخ
تو کس مزے سے کہا بیگما نے چل گستاخ

شب برات جو آئی تو دیکھو **انشا**
کہ مچ رہی ہی پٹاخوں کی کیا چٹاخ پٹاخ

میں ترے صدقے گئی اے میری پیاری مت چیخ
مت جگا نیند بھرے لوگوں کو واری مت چیخ
لگتی ہی چوٹ تو لگنے دے مسوس اور دزی
ایک دم کے لیے خاطر سے ہماری مت چیخ
اپنا چونڈا نہ ہلا دم نہ پھلا اے بلبل
کہہ دیا میں نے نہیں تجھ کو کہ ہاں ری مت چیخ
کیوں مرا مغز پھراتی ہی اری مینا چپ
اڑ گئی دور بھی ہو جیسے گنواری مت چیخ

یہ چیخ چنگھاڑ مچاتی ہوئی **انشا** سے نہ مل
بنو اب منتیں کرکے تری ہاری مت چیخ

میں نے جو حوض میں ایک موم کی چھوڑی بطخ
تو لگی دھوم مچانے یہ نگوڑی بطخ

ردیف د

جاڑا لگے ہے کھینچ لے مجھ کو لحاف ہیں
پاجامہ بج ہی برف ہے اولا ازار بند

تقصیر کیا ہوئی تھی کہ انشا پہ رات کو
دو گیٹھہ دار آپ نے تولا ازار بند

تیرے ازار بند کی کیا بات ہے پری
بجلی سی ایک کوندگئی اپنی آنکھ میں
کیا بھر گیا ہے آج کہ جس کے سبب ترا

ہے سب ازار بندوں میں چھیلا ازار بند
کالی گھٹا میں تیرا یہ پھیلا ازار بند
ہے سخت جیسے لکڑی کا چیلا ازار بند

انشا کو اور اپنی نشانی نہ دیجیے
دیجے تو اپنا میلا کچیلا ازار بند

ہے تو سہی ابھی یہ نکیلا ازار بند
ہیں ظالم اسے دوگانا ترے ڈھیلے پائنچے
ہے زہر اس میں تو وہ ہے سانپ سے بھی قہر

لیکن کسی کا توج ہو ڈھیلا ازار بند
نیفہ گلابی اور وہ نیلا ازار بند
نیفہ میں تیرے ہے جو سجیلا ازار بند

انشا کو اور اپنی نشانی نہ دے اری
سٹے سے نکال دے نہ یہی لاانز اربند

ردیف ڈ

اے دوگانہ مجھ سے کشتی کھیلنے کا ہے گھمنڈ
چپڑی مستدی لگا دے اُس کے باندھی ہاتھ پاؤں
اے بڑی سدانی گئی گزری ہوئی باتیں نہ چھیڑ
آپ کی گان کی کیا تعریف کیجے واہ واہ

تو کیا کر آج سے میری طرح اکیس ڈنڈ
لوٹتی کیا کیا مزے ہے یہ موئی شغتل ارنڈ
نوچتی کیوں ہے بھلا اس دل کے زخموں کے طرنڈ
کوئی دھوبی گھاٹ پر جب روگانا ہو وے کھنڈ

پھرتے ہیں اپنی ان آنکھوں میں انشارات دن
دھوئے دھوئے نور تن اور گورے گورے ان کے ڈنڈ

چیلی ایک جوگی کی دیکھی ہم نے ایسی لنڈ منڈ
لوٹ جاویں دیکھ جن کو سیکڑوں پریوں کے جھنڈ
تم تو کیا ہو بیگما ڈنڈوت کرتے ہیں یہاں
سب مہاراجوں کے راجہ جی بڑے ہیں جو مسنڈ
ایک محلی پڑھنا ہو کر دوگانا نے کہا
کیا کرے تجھ کو بھلا کوئی اری اے سوکھے ڈنڈ

سینکڑوں آنکھیں کنھیا بن کے غوطہ کھا گئیں
کیونکر انشا ناف کو تیرے نہ سمجھے یرمہ کنڈ

ردیف ڈ

اجی کس ڈول سے بن جائے ہی گھوڑا کاغذ
ہم بھی دوڑانے لگیں لاؤ نہ تھوڑا کاغذ
ادھ موا تو نے تو کر ڈالا بہت سا نوچا
پر کبوتر نے نہ وہ چونچ سے چھوڑا کاغذ
اُس سے کہہ دو کہ نہ بھیجا کرے لکھ لکھ کے ہمیں
مجھے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ

چھیڑ تو دیکھ پٹاخے کی طرح انشا نے
یوں دکھا کر مجھے پٹ دینے سے پھوڑا کاغذ

ردیف ر

جا کے کیلوں میں چھپو سب سے اکیلے ہو کر
تاڑلے کوئی تو تن جائیو کیلے ہو کر

یوں سے دوں جاکے دداٹر کے ادھر سے چلے
انھیں حمام میں لے جاؤ طویلے ہو کر

کیا بڑی پھرتی ہے اس کی ہر طرف رفت نظر
مدّ سبے مستی کے دوگانا جان بھی پس پس گئیں
ان کے ہاتوں سے دو لہنڈی اپنے دل میں ہو گئی
ہیں پری سے ایک جبے گی جی بڑے صاحب کمال

ہے پری تراق سا چہرہ کسی کی حت نظر
آگیا جو گومتی کے موبنھ پر انکو کف نظر
جن کے ہاتھوں ہیں وہ آتا ہی ستھراوف نظر
دور سے آتا نظر ہے جن کا وہ نندف نظر

وہ جھمکڑا اور ادائیں دیکھ اس ٹھٹھیل کے
مجھ کو انشا آ گئی پریوں کی صف کی نظر

ردیف ڑ

خانگی جاہ ہے وہ جھاڑ پہاڑ
جو مجھے ٹو کے سوالی کرے
تیرے کوٹھے پہ رات مار کمند
ٹوٹ جاوے کہیں یہ تیری چول
کس لیے اپنے ساتھ لاتے ہیں
کیا کروں جانتی ہوں چاہت میں

سینکڑوں گھر کیے ہیں جن نے اودیباڑ
ہوتے سوتے کو لپنے کھاوے پچھاڑ
چھپ رہے تھے ہم اک منڈیر کی آڑ
ارے او بے سرے نگوڑے کو اڑ
آپ ان لونڈیوں کی دھاڑ کے دھتاڑ
لاکھ طرحوں کی ہے اکھاڑ پچھاڑ

جب تلک ہو سکے دوگانا جان
آگے پھر یا نصیب یا قسمت

ق

کیجے اپنے طرف سے دوڑ و باڑ
جو بدا ہو سنوار یا کہ بگاڑ

لے چل انشا مجھے کھجور تلے
یہ تو ہی مرد نام اس کا تاڑ

ردیف ز

دن میں سو بار بچھا بیٹھے گر جائے نماز
بیگماں نے جو کیا جھک کے سلام آتو کو
پوتوں پھلنا تجھے اور دودھوں نہانا نصیب ہو

اپنے کرتوتوں سے یہ ہم کوئی آتے ہیں باز
آغا منگلا نے سنائی اُسے یوں ہی آواز
بیاہ ہو سونے کے سہرے سے تری عمر دراز

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات
گھٹ گئیں لجنے سے انشا کے تمہاری بی قاز

کوئی کمبخت ہمارا نہیں ایسا دل سوز
گورے دولہا کے لگی ہاتھ دلہن جو گوری
میری طوطی کو پڑھایا کرو آتو جی تم

کہ ملا دیوے کسی ساتھ ہمیں آج کے روز
نقری گھوڑے کے نصیبوں سے ملی گھوڑی نوز
خوب بولے گی ابھی ہے یہ ابھی نو آموز

ٹھرے کی خوب ہی سر اور پچک کی لڑکو
آویں سگے نڑے لڑانے کو گل آغا نور و نہ

بھیج دی اُن نے انگوٹھی مجھے فیروزے کی
اس کے یہ معنی کہیں تو وہ میں خواجہ فیروز

گل چمن بہ جو چاپ ساتھ پڑی پھرتی ہی
شاداب اُس کا کوئی یار رہو اہی زرد و

جوں ہی کھینچا نہیں انشا نے تو بس گر ہی پڑیں
اجی لاحول و لا تم سے کرٹی یہ نا بوزن

ردیف س

باجی کی باس ہیں جو رچی اک ہی کی باس
تو ٹھیک ٹھباک ہوگئی دلہن بنے کی باس

ہیں یاں دھرے جو پھول پھولوں کے ان کو بو ٹسنا
صدقے گئی تھی ہی ترے سونگھنے کی باس

گوڑا کہا بھی کچھ لفظ ہی بھلا
ہم تو بھی کھینگے اجی ابٹنے کی باس

چاہت کی آگ سے یہ بھنا دل کہ اے ددا
گودی میں اپنے بھر گئی بھونے چنے کی باس

اُس پدمنی پہ آنکھوں کی بھونروں کی باس ہے
ہو گی کسی پری کی اس طنطنے کی باس

پھولوں کی بو بھی پھوٹی اب انشا جو تو منا
اُن میں سما ہی تھی ترے روٹھنے کی باس

⁂

ردیف ش

گود پھولوں سے بھری میری دوگانا شاباش
تیری کھیتی ہو ہری میری دوگانا شاباش

اوٹ میں اپنی دکھادے مجھے اُس شخص کو آج
میں ترے صدقے اری میری دوگانا شاباش

میری خاطر سے جو دکھ ہو تو پڑا ہو سر لے
اور بھی ایک ذری میری دوگانا شاباش

پہنی انشا کے دکھانے کو جو دھانی پشواز
بن گئی سبز پری میری دوگانا شاباش

نہیں زیور کی کچھ پھبن پر غش
آئی راجبیل ہو گئی میں آج

یوں ہی میں غش ہوئی دوگانا پر
کیا ہی سناٹے کی ہوا آئی

میں تو ہوں تیرے سادہ پن پر غش
گورے گورے ترے بدن پر غش

راجہ نل جیسے تھا دمن پر غش
ہوگئی جان اُس کے سن پر غش

باغ کی سیر میں ہوا انشا
تیرے پیجامے کے چمن پر غش

ردیف ص

یا جی تم چاہتی ہو بندی سے جیسا اخلاص / اجی وہ کواریوں میں نوج ہو ایسا اخلاص

نہ تو لے مجھے دو یاں سے اوڑ بچھو ہو جاؤ / کس کو کہتے ہیں محبت اجی کیسا اخلاص

او پری دل سے نہ مل اُن سے جو رکھیں نفرت / جیسے منہ ویسے تھپیڑ ایسے کو ویسا اخلاص

پاس کچھ ہووے تو چاہت بھی پڑے کچھ معلوم / پیچ کر آندھی ہو بڑھا دینے کو جیسا اخلاص

ہیں یہ دولہا دولہن اخلاص و محبت انشا
جیسے جل بخت یہ کمبخت وہ تیسا اخلاص

ردیف ض

کام کسی پھول سے یاں نہ کلی سے غرض / ہے مجھے اے بیگما تیری گلی سے غرض

چڑیا کے پھندے سے چھڑا دے وہی داتا سخی / صدقے گئی ہے یہی بندہ علی سے غرض

اوروں کے سر جا چڑھو مجھ سے نہ بولو دَدا / رکھو نہ اُجڑی ہوئی بخنوں جلی سے غرض

خوش نہیں آتا یہاں پان الاچی سنو / رکھتے ہیں ہم تو ترے منہ کی ڈلی سے غرض

آئی ہوں انشا فقط میں تو یہاں سیر کو
پھل سے نہ مطلب مجھے کچھ نہ پھلی سے غرض

ردیف ط

مت دیا کر نت نئے بر روز یونہیں دم غلط
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا پاک ہے

آئے وہ جم جم سے پوچھے مجھ سے مت اندیشہ
دیکھیو لوگو ذرا افزاں ایسے وہم کے

چال وہ چل بگیا ہو جس میں اپنا غم غلط
سچ تو یہ ہی ہے یہ سارا حسن کا عالم غلط

جانتا دل کی خدا ہی ہے یہ سب جم جم غلط
یہ بھی ہے کیا بات جو تم سے کہیں کچھ ہم غلط

اے نہ صاحب دخل یہ کیا ہے کہ انشا کے سوا
بھید سے اپنے جو کوئی اور ہو محرم غلط

کب نہ ناحق مرے پاس آئی تھی کل رات غلط
مجھ سے اُس سے ہوئی کس طرح ملاقات غلط

چار پائی وہ لگا پھاند کے آئی کس راہ
ایسی دیوار بڑی سے اجی یہ بات غلط

وہ نگوڑی کوئی چڑیا تھی کہ اڑ پہونچی یہاں
ہاتھ کیونکر لگے کھلی کے اوسے گات غلط

چٹکیوں میں ہی اڑا دیویں گی یہ شاگردیں
آ تو جی کی کوئی یاں کٹتی ہے اوقات غلط

فکر کر اپنی تو کس فکر میں ہے اے انشا
ہے لگاوٹ کے سوا سارا طلسمات غلط

ردیف ظ

شرط ہے رکھنا لحاظ اتنی بھی مت ہووے لحاظ
سانس مت بھر او دوگانا چپ ایسی ہونے دے لحاظ

سمدھنیں آویں گی تیرے دیکھنے کو بیگما!
اُن کو تو یاں سے اُٹھا دے ہوویں جو بے لحاظ

ہوتے سوتوں سے کہو اپنے چہ خوش او چھچھڑی
دال فے ہو یاں بھلا کہتے ہو کس کو بے لحاظ

نین مٹھنی اس قدر بن جاسے کیا فائدہ
تار ٹسب جاوینگے بی اتنی بھی مت ہونے لحاظ

صبر کا انشا سے مت رکھیو کہیں ہرگز لحاظ
کچھ لحاظ اُس کو نہیں ہے ہے وہ اب تو بے لحاظ

ردیف ع

نہیں یاں کسی آشنا کی توقع
ہمیں بس ہے اپنے خدا کی توقع

اوڑ پچھو ہوئیں دائی جی تو کبھی کی
رہی اب تو بڑھیا دوا کی توقع

اجی بی بی سیدانی صدقے گئی تھی
مجھے ہے تمہاری دعا کی توقع

جنھیں برف و شورہ میسر نہ ہووے
انھیں ہو تو پچھوا ہوا کی توقع

نہ کوٹھی پر آئے کبوتر اُڑانے
گئی ٹوٹ کل بیسگما کی توقع
نہ صاحب یہ چھوٹوں کے سردار نکلے
نہ رکھے کوئی ان بچپا کی توقع

پڑی ہی جو مشکل تو کیا ڈر ہی انشا
کہ رکھتے ہوں مشکل کشا کی توقع

ردیف غ

ہم نے یہ دیکھا ہی اک میلے کچیلے کا دماغ
ایڑیاں رگڑے جہاں مجنوں کی لیلی کا دماغ

ہی درختوں سے زیادہ اُس کی شاخوں کا دماغ
بڑھ گیا یعنی اناروں سے پٹاخوں کا دماغ

بیگما جی ہی یہ چوٹی دار آہوں کا دماغ
ہاتھ جوڑے جن کے آگے بادشاہوں کا دماغ
سینکڑوں ہاتھی کوئی لا دو تو بھی لا دے
کم نہیں بادل سے کچھ میرے گناہوں کا دماغ
حسن صنوبر کی کہانی اے ددا جی بڑھ گیا
ان لگوڑے جیتے بن بھتنوں سیاہوں کا دماغ

اُس پری کی آنکھ میں کوئی سماتا ہی نہیں
تھر ہی انشا وہاں ترچھی نگاہوں کا دماغ

ردیف ف

سے تو جھوٹی ہی کہانی نہ۔ اری بے انصاف
کل بھی وعدہ سے نہ آئی نہ اری بے انصاف

شمع کی لو تو مرے دیدوں سے نکلے ہے دیکھ
تونے یہ جان جلائی نہ اری بے انصاف

دم دلاسے ہی سے ہے تونے برائی کے سوا
کچھ نہ کی ہم سے بھلائی نہ اری بے انصاف

اپنی کھٹ چالیوں سے باز نہ آئی آخر
دم مرا ناک میں لائی نہ اری بے انصاف

سب سے کہدی وہ جو انشا سے سنی تھی تونے
نہ ہوئی اتنی سمائی نہ اری بے انصاف

ردیف ق

نہیں جاتی کہیں مہمان مرے دل کا شوق
تم کو کیا اس سے ددا جان مرے دل کا شوق

ہار گوٹوں کے یہ مل ڈالوں گی میں پاؤں تلے
پھیر پھیکوں گی یہ دولیان مرے دل کا شوق

بات چیت ایسی طرح کی مجھے آتی ہی نہیں
نہیں اس کا مجھے ارمان مرے دل کا شوق

طعنے مت دو مجھے ہاں ہاں ابھی ہو جاتی ہوں
جان اور بوجھ کے انجان مرے دل کا شوق

تیتیں مت کرو انشا کی طرف سے اُس پر
ہیں نہیں کرنے کی احسان مرے دل کا شوق

دیکھا چاہ بھی پہاڑ ہے ایک
اپنی آنکھوں ہیں اُس پری کے بغیر
ہم سے کیا اُٹھ سکے کوئی پیاری
ہے جو دروازہ وہ دوگانا کا
اُس کی زنجیر بھی نہیں لگتی

اس میں ایک ٹھنڈی سانس جو اٹھتی ہے ایک
شہر آباد اور اُجاڑ ہے ایک
لاکھ تاڑوں میں اپنی تاڑ ہے ایک
اُس میں بن چول کا کواڑ ہے ایک
آگے پھر شرم ہی کی آڑ ہے ایک

لاکھ طرحوں کی ہیں سنوار انشا
اور یہ تام کو بگاڑ ہے ایک

ردیف گ

میں نے دیکھی ہے اُس کے کان میں لونگ
ہے جگائی ہوئی دوالی کی

کیوں خوش ہووے تجھ کو پان میں لونگ
ہے قہر اِک اُس کے پاندان میں لونگ

ہیں جھجک اُٹھی سے کے انشا نے
کل چبھو دی جو میری ران میں لونگ

چڑھ کے کوٹھے دھوپ میں تم تو اُڑاتی ہو پتنگ
اے دوگانا چاندنی میں یاں اوڑا جاتا ہی رنگ
پگھلی چاندی کی طرح سے ہی تھلکتی چاندنی ؛
آج کوٹھے پر لگا دو میرے سونے کا پلنگ
بات آتو جی کی ہی ہرگز نہیں کچھ مانتی
سچ تو یہ ہی بیگما تو نے بُرے سیکھے ہیں ڈھنگ
کیا بھلی لگتی ہی اٹکھیلی کسی کی واہ واہ ؛
اور وہ نام خدا اُٹھتی جوانی کی اُمنگ

جان صدقے اُس پری کے جن نے انشا سے کہا
اب تری ہاتھوں سے یہ بندی بہت آئی ہی تنگ

بیگما جس طرح ہوتی ہی جوانی کی امنگ | تو اُسی ڈھب سے سمجھ دلّی کی پلنے کی اُمنگ

ردیف ل

سینے پہ میرے اپنے کھلے سر کے بال ڈال
بے ریشہ ہیں آم ارے ان کا مال ڈال

کیا چیز ہی جو دھیان میں اپنے نہیں ارے
ہوں بات بات میں بھی اگر تو ہی ڈال ڈال

جس دم چڑھائیں دائی کے سر بھول اپن لوگ
اس وقت میرے ہاتھ پہ اپنا اوگال ڈال

تکیوں کو دھر کے اپنی بغل اٹھ پلنگ سے
اپنا لحاف اپنے اوڑھا اپنے شال ڈال

زربفت کی قبا نہ فضیحت کرے دوا
تھوڑا سا اپنے لیکے کہیں سے پیال ڈال

یارب لگائی آگ ہو جس نے یہ بیر کی
پانی کی دیگ میں اسے لیکر ابال ڈال

ہولی میں جوگن ایسی بنی وہ کہ جس کو دیکھ
آزاد لوگ بھول گئے اپنی چال ڈال

میں پھنک گئی ہوں چاہ میں اک مردوے کی آف
اس میلے سر کو میرے دوگانا کھنگال ڈال

میں صدقے تیرے تو مرے نالوں کی راہ سے
جتنا بھرا ہوا ہی دھواں سب نکال ڈال

ہرگز غبار دل میں کچھ انشا سے تو نہ رکھ
سینے کی آرسی کو زناخی اوجال ڈال

ردیف م

اری بی ایک ہی عیار ہو تم
ناک چوٹی میں گرفتار ہو تم

چھیڑ کی بات سوا اور نہیں کس سے اقرار ہوا جو ہم سے بیٹھتے پاس نہیں جو آکر	یعنی لڑتے ہی پہ تیار ہو تم کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم کیا مری شکل سے بیزار ہو تم

پیچ نہ بولے کبھو انشا سے چلو
اجی سب جھوٹوں کے سردار ہو تم

ردیف ن

ہے ان دنوں میں اُن کی جو آواز ڈوک میں
تو طرہ دراہٹ اور رہی ہے نوک جھوک میں
باجی نکالے ہاتھ دوشالے سے کون اب
پانی پلادے تو ہی مجھے اپنی اوک میں
تیزی کٹیلی آنکھ میں ہے بیگم سنتے جو
سو دھار میں چھری کی نہ چاکو کی نوک میں
ہے مست باس کی جو دوگانا میں اک کھنک
سو دخل کیا کہ ہو جو کسی مست بوک میں
دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عمر بھر
میری اصیل ہی کی رہا روک ٹوک میں

بامن کے لڑکے کھول کے پوتھی بچار تو ؛
مجھ ہی پری بھی ہوگی کوئی اندر لوک میں

انشا کی بات چیت میں جو چھیڑ چھاڑ ہے
سو لذت النسا میں کہیں ہو نہ کوک میں

میں تو کچھ کھیلی نہیں ہوں ایسی کچی گولیاں
نہ نہائے بیگما ہی تو پڑی پھرتی ہیں آج
انشا اری سے تری کل باغ سے جو نڈیاں
ایک بہت سکی بھی ہو ایسی کوئی توبے کرو
کیا کسی کے ڈر دیکھیں نڈیاں یاں کی اب
پانچ ڈھیلے تھا میں سب نے کیں ایک ٹکا کس
کچھ نہیں معلوم پوچھو کونسا میلا ہے آج

جو نہ سمجھوں گی تو تاخی جاں تمہاری بولیاں
ٹھنڈی سانسیں بھرتیاں اس کی کئی ہمجولیاں
لائیاں تو پھول نرگس کے ہیں بھر بھر جھولیاں
جیب میں میری بھری ہیں بولیاں اور ٹھولیاں
ٹھوس ہیں اوپر سے اور اندر سے دل سے پولیاں
اڑ گئے وہ لمبے دامن اور اونچی چولیاں
جاتیاں ہیں جو کچھ پیچ ڈولیوں پر ڈولیاں

مطلب انشا کا سمجھتی ہی نہیں لے وا چھڑی
بیگمیں اور خانمیں ہیں ایسی ہی تو بھولیاں

پھولوں کے ان دنوں میں لچھن سے جھڑ رہے ہیں
شاید کہ اُس پری کے دامن سے جھڑ رہے ہیں

تھیں تو پردہ والیاں مجھ کو پرے ہٹ بولتیں
اونگلیاں تھیں پر سبھوں کی دل سے چپٹ چپٹ بولتیں

تھی کھلی لنڈی تو کیا تھا تھا سہارا ہاتھ کا
کچھ نہ کچھ چولیں کواڑوں کی تو چٹ پٹ بولتیں

یا نہیں تم سچ کہو اے یہ بھی ہوتا پھر بھلا
بلّیاں سونی تمہاری کیوں نہ منہ پھٹ بولتیں

بیگماں نے لے لیا شیشہ تو ساری گائینں
کیا صراحی بن کے ہیں اُس سے غٹا غٹ بولتیں

تاک کے سایہ میں آکر بیٹھ پائیں باغ میں
بلبلایں ہیں سن کے انشا تیری آہٹ بولتیں

کل دوگانا بن جو پریاں باغ میں گھبرا گئیں
تاک پر سب اُن کی چوٹی دار آہیں آگئیں

کیا ترے سر آچڑھے چاروں کی چاروں الاماں
شاہ دریا۔ شیخ سدو زین خاں۔ ننھے میاں

ستو نہیں کمبخت وہ جو پیر دوڑاتی رہیں
اُن سے آخر کیا ہوا اپنا کیا پاتی رہیں

ارے دل الجھیں کچھ تیری خبر نہیں	تری چاہت میں نگوڑے اثر نہیں
نہ کروں شکوہ شکایت سو کیوں بھلا	میری حالت پہ تجھے کچھ نظر نہیں
جو کبھی ایک گھڑی ہاں بھی ہو گئی	تو رہی پھر وہی دو دو پہر نہیں
جو کہا میں نے کہ غش ہوں تو وہ پری	یہ لگی کہنے کہ کچھ اس کا ڈر نہیں

ابھی اُڑ جائے فاروں کی طرح
یہی افسوس ہے انشا کہ پر نہیں

کیا یہ چھیڑ خانی کی باتیں آ کے ہم سے چھیڑیاں
سینکڑوں دن تم سے یہاں رگڑ لیے ہیں ایڑیاں
قید سے چاہت کی لگا کھا سکے تو کچھ وہی ؛
پاؤں میں ہوں جس کے کوئی لاکھ من کی بیڑیاں

مد میں جوبن کی بھری ہیں یہ جو لونڈوں گھیریاں
لیتیاں ہیں صحن اور کوٹھوں پہ سو چک پھیریاں
سب کی سب گھر گنجیاں ساری کی ساری ڈھیریاں
دیکھ لیں بس ہم نے رانی جی تمہاری چیریاں

نظر آویں ہیں اُس ہی پڑھنے کے گن	جیسے کھیل میں بھی لگی ہو یہ دھن

الف: وزبراً دو زیر اِ دو پیش اُ
سُنی تھی کسی سے جو بحر تقارب
کہ تو لے ہو اپنے سبق پر یہ کہکر

سو نام خدا یکیا ہی اری سُن
اُسے کرلیا گھنگرؤوں کا تفنن
فعولن فعولن فعولن فعولن

کرم آم لیسے یہ تیتوں کہ انشا
تصدق ہوا ان پر طنبورے کے تن تن

ردیف و

بلا سے اگر آئی ہولی کہارو
کہا میں نے ہنسکر بھلا کیا کروں میں
مٹک چال چلنے پہ مست ان کیجو
کنارے لگے کیسے کیا لال ہوتے
ٹکے پیسے صدقے گئی کیا بلا ہیں

نہ مجھ سے کرو بولی ٹھولی کہارو
تو ہنسکر کے ان نے ٹھٹولی کہارو
کہ حاضر ہی اپنی مجھولی کہارو
یہ کس گانوں کی ہیگی بولی کہارو
روپے دوں گی جی بھر کے جھولی کہارو

مجھے جلکے پہنچا دو انشا کے گھر تک
نہ پوچھو کہ کی پیسے ڈولی کہارو

نگوڑی چاہت کو کیوں سمیٹا عبث کے جھات جھوڑے جھیلنے کو
دوگانا ٹہر جائے ٹکی ایسی تمہاری اٹھکھیل کھیلنے کو ؛
ہزار فوجوں کو جو کر ریلیں کہیں گے ہم تو نہ مرد اُن کو
اری تو جگرا اسراہ اُن کا کہ جاویں پریوں کے ریلنے کو
ڈھکیل دینے سے تیرے کو کالجا سی اُن کی کمر میں آوے
بلا سمیٹے اور آگ لگ جائے ایسے تیرے ڈھکیلنے کو ؛
پھسل پڑی جو گلاب اُن پر جو چوتی آتوں تو یوں نہ بولی
گئی تھی میں ہو کے خوب پیاسی گھڑوں سے پانی انڈیلنے کو

نصیب جاگیں گے بیگما جی تو میں بھی اک رت جگا کروں گی
ابھی تو انشا کے ساتھ میں ہاں پڑے ہیں پاپڑ سے بیلنے کو

بات وہ لائیے کمبخت جو چت چاہی ہو
پھر جو بول اٹھوں گی کچھ میں تو یہ طعنے دو گی
آیا تحفہ وہ جو یہ ڈھچی ہو اُس کی انگیا
بوڑھیا جو نڈانہ ہلا موم کی مریم اے شمع

اجی بس جاؤ بھی کچھ تم تو بڑی واہی ہو
تہر ایسا نہ کرو تم ابھی بن بیاہی ہو
تب سے یوں ساری کی ساری ہی جو اک لائی ہو
چل رہی پل صبح ہوئی اتو کہیں راہی ہو

دیکھ لینا تو تجھے تج سے انشاء اللہ
ضد سے آتوں کے وہاں بیٹھوں جہاں لائی ہو

تم بڑی قہر ہو ای باجی جان	تو تو ہم سی لڑکی چھوٹی سی ہو
ٹانگ بجلی ہی اگر میرے لیے	تو نے انگیا کو ٹی چھوٹی سی ہو
یعنی چیٹ پٹ کی اُسی سے ٹھہرے	کھیلنے والی بتی پیٹی سی ہو
اسے دوگانا ترے مشغولے کو	چیز ایک موم کی بنی سی ہو

وہی انشا سے ملا دے مجھکو
میری چاہت ہیں جو باجی سی ہو

جی ہی کچھ رکھتی نہیں دھڑیں تری پولی ہی تو
اے دوا فرہاد کش بڑھیا کی جھولی ہی تو
ہی ترے منہ کا او گال اس پیٹ کا میرے ادھا
میری خاطر کیوں منگاتی پان کی ڈھولی ہی تو
بات دنیا کی سمجھتے ہی نہیں نام خدا
دیکھو میری طرف کیا خوب بی بھولی ہی تو
سنتا جاتا ہی جی اپنا دوگانا اس گھڑی
گھر کے جانے کو منگاتی جس گھڑی ڈولی ہی تو

دھرکٹ انشا کی سر کہہ جی کنہیا لعل کی
بن گھڑی ہو را دھکا جو کھیلتی ہولی ہی تو

اری موتی ادھر آ تو
کر سکھلائے ہنر آ تو

رہ گئی دیکھ انھیں کل
پکڑ اپنا جگر آ تو

ماریے کیا ہی کو دکھے
جاوے اپنے جو گھر آ تو

کیجیے کیا ہی آنند ہیں
دیوے چھٹی اگر آ تو

مرے دل کی بھی خبر ہی
تجھے اے بے خبر آ تو

کوئی رکم بخت نہ ہو گی
کہیں تجھ سے کٹر آ تو

کیا ہو گر انشا تجھے ہاں
دیکھ لے بھر نظر آ تو

ادھر آؤ نہ ستاؤ
پاس اپنے نہ بلاؤ

ہو جہاں خوش وہیں جاؤ
چٹکیوں میں نہ اڑاؤ

آگ دل میں نہ لگاؤ
بس نہ انشا کو کڑھاؤ

ردیف ہ

کوئی نہیں آس پاس خوف نہیں کچھ
ہوتی ہو کیوں بے حواس خوف نہیں کچھ

یہ نہیں فتنے کا عطر جس سے کہ ڈر ہو
آتی ہے پھولوں کی باس خوف نہیں کچھ

کچھ یہ نہیں چوکیدار جس سے جھجک ہو
ٹیلہ ہے اور اس پہ گھاس خوف نہیں کچھ

آؤ چلی میرے ساتھ سادھے ہوئے دم
کچھ نہ کرو تم ہراس خوف نہیں کچھ

باندھیو انشا نہ دھیان آگ دھوئیں کا
پھولی ہوئی ہیں پلاس خوف نہیں کچھ

نہ کبھو پھبتی کی اللہ اللہ
اجی اوستاد جی اللہ اللہ

ای لو تم نے مری کیا چھیڑ نکالی
یہ کیا ہے ہر گھڑی اللہ اللہ

تمہاری دوستی اب تو ہو گئی ہے
نہ تھی جن سے کبھی اللہ اللہ

اجی انشا کو حد تم نے ستایا
یہی تھی منصفی اللہ اللہ

یہ گھٹا رات کو چھائی کہ الٰہی توبہ
مینہ نے وہ آنکھ دکھائی کہ الٰہی توبہ

بیگماں راہ میں آج ایک پری نے مجھ سے
آنکھ ایسی ہی لڑائی کہ الٰہی توبہ

پھول کی ایک کلی چونچ میں اپنی لیکر
دُم یہ بلبل نے پھلائی کہ الٰہی توبہ

کیوں نہ جی وجد کرے آکے دوگانا جی نے
ٹنکری ایسی ہی گائی کہ الٰہی توبہ

تیری فریاد کروں کس سے نہ ناخن تو نے
یہ مری جان جلائی کہ الٰہی توبہ

خوب اب جاگ چکیں رات کو جو آئی ہو | تم نے لی ایسی جمائی کہ الٰہی توبہ

میرے منہ سے جو کہیں نام شرارت کا
تو نے یہ دھوم مچائی کہ الٰہی توبہ

ہیں ترے صدقے نہ رکھ اے مری پیاری روزہ
بندی رکھ لے گی ترے بدلے ہزاری روزہ
نمش اور برف کے کوزوں کی ہوئی تیاری
آج کس شخص کی رکھے گی دولاری روزہ
بولی نرگس کہ جو کیاری میں نہ دیکھا پانی
ہے ہماری ہی طرح تجھ کو بھی کیاری روزہ

دن دھاڑا ہے ابھی رات کو انشاء اللہ
تیرے قربان گئی ہے مجھے واری روزہ

ردیف ی

کلی دل کی بھلا کیوں چٹکیوں میں وہ مسل ڈالے
یہ دونوں پھول جیسے ہونٹھ تیرے کوئی مل ڈالے
گلوری پان کی جو کھا رہی ہے اُس سے کہتا ہوں
نہ رکھے بات کچھ جی میں بھری ہو سو اُگل ڈالے

فضیحت کا نگوڑا ہر گھڑی یہ پیٹنا پیسے ؛
بڑا دانا جو ہو چکّی میں کیا چھوٹوں کو دل ڈالے
بڑا ئی میری بیٹیں پر خدا ئی رات میں میں نے
بڑے ایسے بہت سارے کڑھائی بیچ تل ڈالے
مجھے ڈر ہی بچھیرا اک جو ہی ناکند سا پھرتا
مبادا اے ددا جی وہ کہیں تم کو کھندل ڈالے
تعلیلہ پھر اُسے گھڑیال کا کیونکر نہ ٹھہراویں ؛
نگوڑی باولی چڑیا مزے میں جو خلل ڈالے
دوگانا مدہ میں جوبن کے بھری وہ وقت آپہونچا
کہ کوئی پھول اُس کی گود میں اور کوئی پھل ڈالے
اری تو اُلٹی ہی پڑتی ہی مارے جھل کے اے رنڈی
خدا ایسی بھی دیدوں میں کسی کے بیچ جھل ڈالے
بھلا ہوتا نہیں دنیا میں رسموں کے بدلتے سے
جو اپنی خیر چاہے سو تری نیت بدل ڈالے
گھڑی جیسی فرنگی بولتی ہی دل بھی ہی یوں ہی ؛
یہ خطرہ ہی کہ تو کوئی بگاڑ اُس کی نہ کل ڈالے

انشا	کسی کوٹھے کے گلّے پر وہ ہی جواک درخت	
	لٹکتے تین چار اُس میں سے آئی ہیں نکل ڈالے	

کل ایک گھر میں خوب سے چھوٹے بڑے لڑے
ہاتھوں سے ہاتھ اور کڑوں سے کڑے لڑے
چھلنی سے چھاج چھاج سے چھلنی الجھ گئی
مٹکوں سے مٹکے ٹوٹے گھڑوں سے گھڑے لڑے
لڑکوں سے لڑکے چمٹے جوانوں سے جب جوان
بڈھوں سے بڈھے کڑ بڑوں سے کڑ بڑے لڑے
چیونٹوں سے چیونٹے گتھ پڑے چیونٹوں سے چیونٹیاں
بیٹھوں سے بیٹھے لیٹے کھڑوں سے کھڑے لڑے
حقّوں سے حقّے چلموں سے چلمیں بھی ٹوٹیاں
نیچوں سے نیچے گڑ گڑوں سے گڑ گڑے لڑے
جب تل گئی لڑائی ترازو کی تول میں
باٹوں سے باٹ ٹوٹے دھڑوں سے دھڑے لڑے

انشا یہ دیدے اپنی بھی اس دھوم دھام میں
دیدوں سے ایک شخص کے ہو کر کڑے لڑے

جو ہمکو چاہے اُس کا خدا نت بھلا کرے
روٹھے ہوئے کو کس لیے جا کر منایئے
جھلسا ہوا اُس کے منہ کو جو چاہت کا نام لے

دودھوں نہائے اور وہ پوتوں پھلا کرے
منت کسی نگوڑے کی اپنی بلا کرے
اس دل کی آنچ میں کوئی کب تک جلا کرے

کچھ دوڑ تجھ سے بھی ہوئی چل یہ تجھی ندا
افسوس اُس خیال میں جو جی میں رچ لیا
دائی کے دشمنوں کو نکالے موئی اَپیل

وہ اُڑ گئی جو کوئی تر اُترا کرے
دونوں یہ ہاتھ کوئی کہاں تک ملا کرے
کچھ جا کے بد دعا نہ کہیں کلکلا کرے

آواز تجھ پری جو دوگانا کی آج ہو
انشا سے کوئی کہہ دے اب اس کا گلا کرے

جو دل کی آرسی کو ہماری جلا کرے
کیا نیند آوے اس کو یہ پھولوں کی پنکھیا
ہیں اُلٹی ٹانگیں اُس کی اُس کے گلے میں جھٹ
بندی کی وہ جو ٹوہ میں ہوں لے مرے خدا

اُس کا کنول خدا کی طرف سے کھلا کرے
جب تک نہ زورے زور کے سی منہ پہ ملا کرے
جو کوئی اُن سے جل کے ہمارا گلا کرے
ایک مست ہاتھی غیب سے اُن پر پلا کرے

کچھ بندہ باندھ ایسی طرح کا کہ اے دوا
انشا اب اوکے چوکے تو ہم سے ملا کرے

چلو سیر باغ کو بیگما ہوئے ہیں درخت ہرے بھرے
وہ جو تاک ہیں سو تشہ میں ہیں نہیں کوئی اور ورے پرے
اری لونڈوں گھر یہ جا چھپو کہیں حبشیوں کو نہ جانیو
کہ یہ چھوٹے چھوٹے سے نچے ہیں یہ تو چھوکرے ہیں ورے پرے

یہ جوگ نہیں ہیں انھیں وہ تو خدا کے واسطے دے سُنا
کہ نگوڑی دون کے سر میں جا کوئی سانس پان بھرا کرے
جو گناہ کرکے پھر آئے تو اُسے ایسی آنکھ دکھائیے
کہ رہے بہان ہیں جب تلک وہ قصور پھر نہ کرے ڈرے

تہ یہ حال لال پری سے کہہ نہ نو زین خان ولی سے کہہ پد
ارے انشا اپنے ہی جی سے کہہ کہ کسی پہ دل نہ دھرے دھرے

ہزاروں دیو دکویاں کی پریوں نے پچھاڑا ہے
نہیں یہ کھیل اک راجہ اندر کا اکھاڑا ہے
چھوا ہی کچھ نہ چھیڑا ہی کسی نے اب تلک اُن کو
ابھی سے بیگما جی نے بھلا کیوں منہ بگاڑا ہے
خدا اُن کو اُجاڑے ہاتھ سے ان باغبانوں کے
جنھوں نے اس موئے بلبل کے کھونڈے کو اُجاڑا ہے
رضائی شال کی اوڑھو چلو ہم تم چھپر کھٹ میں
ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہیں غضب جاڑا ہے
گرایا کل دوگانا کو جو ہیں نے کھیل کر کشتی
تو کوکا یوں پکار اُٹھی پچھاڑا ہی پچھاڑا ہی

بھلا باتیں کرے کوئی کہاں تم سے جہاں دیکھو
تمہارے ساتھ اک لپٹا ہوا دھاڑے کا دھاڑا ہی
نہیں بھاتا نگوڑے بادلے کا یاں یہ نمگیرہ
اجی بس چاندنی کی سیر ہو اوبس نواڑا ہی
اُسی نے پی لیا ہی عاشقوں کی جان کا لوہو
وہ جو گردن کی ڈوری ساتھ لپٹا سرخ ناڑا ہی
بگاڑو گی وہی تم بھی دو اجی مجھ کو دھمکا کر
جو سب لوگوں نے اِن میرے غلاموں کا اکھاڑا ہی
جو سوچا خوب سائیں نے تو اُن کے دوست کا ڈھب بھی
نہ سیدھا ہی نہ ترچھا ہی نہ ٹیڑھا ہو نہ آڑا ہی

بھیا راگرم غلطی کا نہ دیجے آپ انشا کو
تکلف برطرف صاحب کو اُس نے خوب تاڑا ہی

اس گھڑی اک دھیان میں ہوں آپ کے میں بولتی
ڈر لگے ہی پر بہت ہی رات سن سیں بولتے

گوشت ایک گاڑی بھرا لیکر جو چک پتا سی ہی
ناک ہی کوڑا سی اس کی جان سو بتا سی ہی

کیا چڑھے دھیان کسی شخص کی لنگھی چوٹی
ہی مرے پاؤں تلے لال پری کی چوٹی

یہ کیا تجھے ہی خواہی نہ خواہی
انگیا دداکے تب تونے ایک
طوفاں تم نے مجھ پر جو باندھا
میری بدی میں جو کوئی ہووے
دشمن جو میری تھی ایک جنی وہ
ہم نے نباہی تم سے تو پیارے

مجھ سے بکنا واہی تباہی
ساری کی ساری حبس ہووے لاہی
کوئی بھی دے گا اس کی گواہی
اُس سے سمجھلے تو ہی الٰہی
از غیبی آئی اُس پر تباہی
لیکن نہ تم نے مطلق نباہی

انشا نے بھی اب تلوار باندھی
کیا خوب اے واہ ایسا سپاہی

بس مرا سر نہ کھا ارے
سیر کا ہی مزا ابھی
کوئی نادان ہووے تو
تو ہی بتلا یہ اے صنم

دور ہو چل پچھے پرے
کھیت ہیں سب ہرے بھرے
تیری باتوں پر دل دھرے
کوئی اب تجھ سے کیا کرے

دیکھ انشا تجھے بھلا
سانس ٹھنڈی نہ کیوں بھرے

وہ تو کسی میں نہیں آپ میں جو بات ہے
پڑتی ہے مینہ کی پھوار نیند میں سب لوگ ہیں
تم بھی کوئی ہو اجی کن نے کہا آدمی
سینک سے پار ابھرا پیٹ میں کوڑی کے او

جھوٹ جو بولوں تو یہ تاروں بھری رات ہے
ایسے میں آ جائیے اِدھر ہی کچھ گھات ہے
وا چھڑی کیا پوچھنا آپ کی جو ذات ہے
میں نے یہ اُن سے کہا یہ بھی تو اک دھات ہے

دل کی خوشی کے لیے سنیے کچھ انشا سے آپ
بات میں اُس کی بھری ایک کرامات ہے

میں نے جو بیچ بچا کر کل اُن کی ران کاٹی
لیلی کے آگے کیا وہ مجنوں کی آہ شتفل

تو اُن نے کس مزے سے میری زبان کاٹی
سر مونڈی ایک لونڈی سو ناک کان کاٹی

او کے چوکے تو کبھی چوک کی بھی سیر رہے
اپنوں کی خفتنی اجی ہم نے تو اپنا بیت کی
تیرنا چاہ کی ندی میں ترا کام نہیں

اور کیا دولہا در دموں کی خیر رہے
پھر یہ قسمت کہ وہی غیر کے تم غیر رہے
جن کی قسمت میں کہ لکھا تھا وہی تیر رہے

یوں جھکا مجھ پہ کوئی رات کا جاگا جیسے
کیوں کہ بگل پڑے بیچ نہ ہی روپ یہ کچھ اُن کا تو
یوں ہی ہر بات میں بولا کرو شکر سردا
کوئی اللہ کرے چھینک پڑی جلدی سے

تم تو وہ چاہتے ہو سوئی میں دھاگا جیسے
سونے روپے کو لگا دیوے سہاگا جیسے
ابھی آغا کو ہانک کر کہا آ گا جیسے
وہ چھپر کٹ میں تو ہی چھوڑ کے بھاگا جیسے

ہیں تو دیکھا نہیں گانے کو تری پر یہ کہا
گائینں گا ویں امیروں کی گھروں میں نہ کرو

نال سُر سم سے جو گاوے تو بھلا گا جیسے
قائیں قاں آکے کریں صبح کو کا گا جیسے

ڈھال تلوار لیے لانک چڑھائے انشا
مجھ سے یوں رات ملا ہو کوئی ناگا جیسے

یہ اتفاق ہی نہ بنے با بنی رہے
روٹھی ہوئی ہو وہ تو گئی پر یہ سوچ ہو
مانگو نگی آدھی رات کو سر کھول کر دعا
نواب دولہ شیر بہادر وہ نہ یہ کی
دولت بنی ہی اور سعادت علی بنا۔
قائم رہے وہ چاند سا ٹکڑا جہان میں
جم جم وہ آنکھ اُس کی جو برچھی سے تیز ہو

ہر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
یہ کیوں کہ ہو کہ یوں ہی منی تو منی رہے
آئیں کے کہنے کے لیے اور ایک جنی رہے
جم جم سے ٹکلوں ملکوں میں تن روشنی رہے
یا رب بنے بنی ہیں ہمیشہ بنی رہے
اُس کا بُرا جو چیتے اُسے جاں کنی رہے
دشمن کے دل میں چھنی اُسی کی انی رہے

ہمت کبھی نہ ہاریے انشا یہ چاہیے
جو بات دل میں ٹھن گئی بس وہ ٹھنی رہے

دنیا ادھر کی گو اُدھر کو جائے
وہ ہی اب تجھ سے ٹھیلے پچیسی

بڈھے خوجے کی کس طرح خو جائے
جاں ٹیا سی اپنی جو کھو جائے

موہنہ سے ٹک پھوٹ تو انار کلی
ہی جو کوٹھی تلے کھڑا اُس کو

اری کس طرح تیری تو تو جائے
ٹھنڈے ٹھنڈے کھو کے گھر کو جائے

کہہ کہانی تو ایسی اے انشا
جس میں آنکھ نگوڑی یہ سو جائے

آج وہ بات سہی جس میں تری گل گل جائے
کیا کروں لیکن اگر کوئی مہینا ٹل جائے

یوں لگی کوسنے چوپڑ میں جو ہاری وہ پری
ستی ہو جائے دمن مر ترا راجہ نل جائے

ڈھلتی پھرتی ہوئی اے چھانو جو وہ اترادیں
عق کرے تیری طرح اُن کا بھی جوبن ڈھل جائے

آہ کی تو جو مرے جیوڑے سے نکلے باجی
شمع یہ بختوں جلی کیوں نہ بھلا جل جل جائے

اُسے قربان کروں جو مجھے چھیڑے انشا
میری چھاتی جو چھوئے اُس کی ہتھیلی جل جائے

سیدھی لوگوں سے بھی رکھتی ہو کجی بی سینی
کیا بُری خو ہی تمہاری بھی اجی بی سینی

آئی ابتک نہ مری دوست یہ کیا قہر ہوا
کوئی بیجا ہو تو اس وقت تصدق ہو جائے
چشم بد دور قضا وہ یہ تمہارا اے واہ

اے لو اب صبح کی نوبت بھی بجی بی سیہنی
اوڑھنی تم پہ عجب زرد سجی بی سیہنی
گرم کتنی ہو اجی اوچھی جی - بی سیہنی

اجی انشا کو نہیں دھیان ہمارا مطلق
آبرو ہم نے عبث اپنی تجی بی سیہنی

پڑ گیا نیل مرے گال میں کیا قہر ہوا
دبلی پتلی ہوں مرے تو نہ پہنیو کپڑے
میں نے پی اتنی سی سبزی کہیں پیچھے جا کر

اری کمبخت نگوڑی پڑے تجھ پہ ٹکی
اری او جان اری خیلا اری او مٹکی
پہلے باجی ہی نے معجون کی کھائی چٹکی

ہو گئی ران تو سب لوہو لہان اے انشا
دیکھ میں چیخ پڑوں گی تہ مری لے چٹکی

کوئی کچی ہو گئی ہر بات کا پکا سمجھے
کوئی چمگادڑ سا جی ہو نگوڑا اڑ گیا
کون جیتا کون ہارا یہ تو پچیسی سمجھے
اٹھتی کونپل اور چاہت بیگما کیا قہر ہے

گر پڑے تو اوندھے منہ شیطان کا دھکا تجھے
اے دوا جواب دکھا دے کاٹ کا مکا تجھے
اے زناخی پو پڑی میرے نہیں جھکا تجھے
چاند سیسا لگ گیا بیڈول یہ لکہ تجھے

چپ چپ دبی کھول کنڈی لینا انشا کو بلا
ڈر بھلا کیا چاہیے دربان ہو بکتا تجھے

سچ کہوں بات جو بری نہ لگے
کیا وہ پنجری سیلی بیلی اجی
آغا بینا اور جڑ گئی تجھ کو
چودھری جی چلے وہ کیا گاڑی
ڈر یہی ہے کہ میرے پیچھے دوا

کیا وہ دیکھتے کہ جوں چھری نہ لگے
جو کہ ہونٹوں میں بھر بھری نہ لگے
چاہیے کوئی بے سری نہ لگے
کبھی پھبیوں میں جو دھری نہ لگے
یہ نگوڑی اکل کھری نہ لگے

ہے انشا وہ ہے کہ رستم کی
جس سے ہرگز بہادری نہ لگے

رات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی
صدقے آواز کے تیرے جو پکارا میں نے
ہے سلیقہ تجھے اتنا کہ نظر آتی ہے
اے لو اس کوٹھری میں تیرے ڈرانے کے لیے

اب تو نوبت بجی اٹھو اجی باجی باجی
تو عجب آن سے کچھ تو نے کہا جی باجی
پادشاہ زادی ترے سامنے باجی باجی
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھے ہیں حاجی جی

کر دیا تو نے خفا مجھ سے مرے انشا کو
تیری یہ راج کرے شوخ مزاجی باجی

چبھتی ہے یہ نگوڑی مسلسل کی اوڑھنی
بن سر ڈھپے ہوئے تجھے کیا چاہیے بھلا
کو کابی دیکھو میرے دوگانا یہ کیا پھبی
اس اودی اوڑھنی کی تو گاتی نہ باندھو

لا دے وہی دو ابھی مجھے ململ کی اوڑھنی
بوٹے سے قد پہ اس بڑی آنچل کی اوڑھنی
پشواز اودی اور جھلا جھل کی اوڑھنی
بن جائیگی یہ کوٹھری کاجل کی اوڑھنی

انشا کے سونگھنے کے لیے اُن نے بھیجدی
جالی کی کرتی اور وہی املی اوڑھنی

جو مخالف تھی چمن کی وہ ہوا ساری گئی
لے نہ اے نرگس خوشی کر تیری بیماری گئی

چونپ کیا ہو جو کسی سے کوئی ہر روز ملے
کیوں نہ ہنستی سی پھرے اوڑھ کے زر دوزی جھول
جیسی ہیں یوز قزاگوں کی صورت آیا
تم کو تو دھیان یہی آٹھ پہر ہے کہ مجھے
ہے مثل وہ کہ پرانا جو ملے تو سو روز

چاہیئے ہفتہ میں دل سوز سے دل سوز ملے
وہ نیند ور آج کہ تم سا جسے زردوز ملے
اُنھیں گھوڑا بھی کوئی یوز قرا یوز ملے
نت نیا روز ہر ایک ماہ شب افروز ملے
اور وہ جو کہ نیا ہوئے سو نو روز ملے

نہیں اندر سے اگر شور ملا تو انشا
ہو نہ بنائی ہوئی پھر کیوں میاں فیروز ملے

کیا غضب ہے تری چتون میں پری آگ بھری
تو بھی کچھ قہر ہے اللہ ری بھاگ بھری

رباعیات

اے بی بی ہیں شاندار بھائی تیرے
وہ چال تہ چل کہ نام رکھے کوئی
صدقے قربان جائے دائی تیرے
بے ڈول یہ ہیں دیدہ ہوائی تیرے

۲

ناحق ناحق مجھے جلاتی کیوں ہے؟
آئی تو نہیں ٹھہرتی یہ رنجش ہے
گھر میں میرے آگ لینے آتی کیوں ہے
بے فائدہ یاں تو آتی جاتی کیوں ہے

۳

جھانکا تو نہ کر عبث فضیحت ہوگی
چالیں یہ چھوڑ دے نہیں تو ناحق
آ تو یہ سنے گی تو قباحت ہوگی
اک روز بڑی بھاری فضیحت ہوگی

مقطعات طلسم

دودھ میں خوب گھول نوسادر
حرف جب سوکھیں پہ بھیجئے ایسا
سادہ کاغذ دکھائی دیوے گا
آگ پر سینکنے کے ساتھ اس میں
یہ کرامات دیکھ کر جانی

اس سے لکھیے جو ایک کاغذ پر
کہ نہ معلوم ہووے تجھے وہ کدھر
لے دوگا تا یہ مجھ سے سیکھ ہنر
آئیں گے کالے کالے حرف ابھر
تو کہہ اٹھے گی حف کسی کی نظر

ہم نے بھیجے ہیں اپنے انشا پاس
لکھ کے ایسی طرح کے خط اکثر

لگا دے شمع کے پیندے پہ شیشہ کا چپٹا
سہارا کھاتا ہوا او اُس کو حوض میں چھوڑ دے
جلے گی وہ موئی جوں جوں اُبھرتی آوے گی
نہ ڈوبے گی نہ بجھے گی ہنسیں گے سارے ہنسوڑ

کھینچ گودا دیا سلائی کا
کر کے خالی چیوں کے مہروں کو
کہ نہ معلوم ہو بناوٹ پھر
کہ ابھی اوگتے ہیں چنے دیکھو
اور پانی چھڑک دے تھوڑا سا
اُن چنوں سے وہیں سرک دینے

سینک مضبوط سی کوئی لیکر
اُس کی گودی کو اس سے سلیقہ سے بھر
بدلے اوروں سے شرط کچھ اس پہ
رکھ دے اک تہ میں خاک کے اندر
پڑھ کے کچھ جھوٹ سوٹ چھو منتر
پھوٹ نکلیں گی کونپلیں باہر

لکھے جو خط عرق سے لیموں کے
آگ پر دھرتے زعفرانی حرف

سادہ معلوم ہوئے گا بس خیر
نکل آویں گے ہی عجائب سیر

خط موزوں

شفقنا ظلہ العالی
ملتمس ہے کہ خط جو لکھ بھیجیں
سو نو کم بخت ٹھنڈی سانس بھرا
دل پہ جو ہی سو جانتا ہی اوسے
جی نگوڑا اثر سے گیا ہی ہی
اڑ گئی شمع نے کہاں پایا؟
کر ڈھیو بچھیۓ تم سفر میں کہیں:
عمر کو تہ سفر کی ہی مشہور نہ

بعد اظہار اشتیاق نیاز
تو اُسے چاہیئے کوئی ہمراز
اور اپنا نہیں کوئی دمساز
پاک پروردگار بندہ نواز
اب تو سنئے کو آپ کی آواز
وہ جو ہی ہم میں ایک سوز و گداز
اور پڑھا کیجو پانچ وقت نماز
چلنے و نلنے کی عمر ہی سو دراز

واقعی سچ کہا ہی آتش نے
بیچ دنیا کے ہی نشیب و فراز

قطعہ

دمبدم جھوٹ کے یہ سفت بھپارے دیکر
کیوں کلیجے میں مرے آگ لگاتے ہو تم

غیب سے آن کے جھلسا لگے اس چاہت کو
کس لیے آکے بھلا اور جلاتے ہو تم

بھیر دیں ہو نہ یہ بھیروں دا الہیانہ للت
جب جب دیکھو تو کچھ اپنی ہی گاتے ہو تم

یعنی معقول چہ خوش و اچھڑی کیا خوب ایلو
چٹکیوں میں مجھے بھی اب تو اڑاتی ہو تم

کہہ کے سمجھوں گی بھلا تجھ سے میں انشاء اللہ
کیا کیا میں نے جو ہر روز دھراتے ہو تم

قطعہ بطور خط

خان سمو لمکان سلمہ ربہٗ
فضل الٰہی سے یاں اور تو سب خیر ہے
لیکن ابھی کیا کہے کہنے کے قابل نہیں
دل میں ٹھوکے سے کچھ لگتے ہیں آٹھوں پہر
روتے جو وعدے کے تھے گنتے ہی گنتے انھیں
پردہ دوری کہیں بیچ سے اٹھ جائے جلد
کرتی ہیں ہجولیاں باغ تماشے کی سیر

آپ کو معلوم ہو بعد نیاز و سلام
کٹتی ہے اچھی طرح شکر ہے اس کا مدام
اتنی جدائی کے ہاتھ زیست ہوئی ہے حرام
کوئی اسے کس طرح رکھے بھلا تھام تھام
انگلیوں کے پورے سوجھ گئے ہیں تمام
پردہ نشینوں کی ہے اب دعا صبح و شام
ان میں مجھے رہتی ہے اپنی وہی دھوم دھام

اس میں جو رنگے ہوئے دیکھ کسی نے لیا
تو یہ بہانا کہ یہی رات سے ہم کو نہ کام

بنتیں ہیں انشا کی اور اپنی صنجی وہی
اس کے سوا ان دنوں کچھ نہیں بندی کا کام

مرزا صاحب الطاف نشان سلمہٗ
اتنی مدت سے سدھارے نہ کبھی خط لکھا
بعد اظہار تمنا یہ اجی ہو معلوم
ہم کو ایک پیسے کے کاغذ سے بھی رکھا محروم

قطعہ در بیان طلسمات

گر ٹے سے لکھے جو ایک وصلی پر
کوئلے سے ملے یہ وصلی کو
دھر کے وہ وصلی ایک تختی پر
اور سکھلا وے لفظ اے پیارے
کہ وہ کالے ہوں حرف بھی سارے
چھینٹے پانی کے خوب سے مارے

حرف انشا وہیں سفید سفید
چمک اٹھیں گے جس طرح تارے

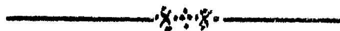
لکھیے جو چونے سے کچھ ایک کسی فرد پر
فرد تو سادی ہی پھر سب کو نظر آوے گی
اور سکھا کر اسے خوب مٹا دیجیے
ڈال کر پانی میں پھر سیر دکھا دیجیے

صاف اُبھر آویں گے حرف چمکتے سفید
آپ کی کرامات کی دھوم مچا دیجیے

عرق لیمو آوے شیشہ میں
اُس میں ایک چٹکی بھر کف دریا
اوپر آویگا وہ عرق منہ تک

کہارے ایک آدمی سے بھرلارے
پیس کر چھوڑ دے تو لے پیارے
سانپ کے طرح مار فنکا رے

یہ عجائب طلسم ہی انشاء
دیکھ جس کو بھچک رہیں سارے



مستزاد و رمستزاد ورفہمیدن نسبت از زبان ریختی

نسبت وہ جو آرام سے ہی ہاتھ کو سیا	کچھ سوچ کے بتلا ہوا اس میں کالی
نوبت کو ترے نام سے ہی میل کیسا	مت کر تو اچنبھا کہے ہے اری باجی
وہ کونسی ہی چیز کہ ان جانوروں سے کپڑوں کے پروں سے جو نبی سوئی کی چڑیا	اک ہی اُسے نسبت اور بھی نہیں اُس میں یعنی تری انگیا- اے جان زنانی
کوکا جی بھلا یہ کہو ہتی کونسی نسبت جو لوٹ گیا دیکھ کے کل تیلیوں والا	کس واسطے کل کیوں آنکھوں پہ تمہارے کرنے میں تماشا اُس میں بھی پتلے
کل کر کے ٹھٹولی وہ پری مجھ سے یہ بولی تو لا تجھے ان آنکھوں کے کانٹے میں تو ٹھڑا	دن رات سے نسبت کیونکر نہ تجھے ہو تو لاکھ ہی ماشا دیکھا یہ تماشا
جھنڈے سے بھلا وہاں کو ہی کونسی نسبت	فرمایئے صاحب اس کو بھی نہ سمجھے

ہے مردوں کے ناموں میں خط سے کسے نسبت
پر اُس سے کہ جس بن کچھ کام نہ ہووے
پہلے وہ لکھا جائے بنے جب کہ لفافہ
ہے یہ تیرے انشاء اللہ کی خوبی

پہیلی

تالاب میں تیرا کرے دن رات چپڑا ہر شخص اُسے دیکھ کے نہوڑا دے سراپا	کیا ہے وہ بھلا جی پوچھو تو پہیلی یہ چال انوکھی ہے قبلہ نما کی ؛
جا بیگموں کے منہ لگے ایک کالی سی جھٹن لوہے کی جتی ہووے اُسے سب کہیں نابنا	دونا کرے جوبن وہ کیا اری سوسن صورت میں پری سی وہ یعنی کہ مسی
تاروں کی بنائی ہوئی اک ناگنی ایسی پی جاوے جو تالاب بھی اک سارنگی سارا	سر جس کا سنہرا اک رات میں ظالم یعنی کہ جلائی ہے تو جو وہ بتی
اندھیاری میں جو بیٹھے ہو کون بھلا وہ لڑکا جو لنگوڑا بنے سو بھوت سے کالا	جھٹ جن پری دو ہیں جب پاوے اجالا اسے دائی جنائی پر چھائیں اری بی

مستزاد خماسی

میں پھاند کے کل رات جو دیوار نہ جاتی۔ کنڈی نہ ہلاتی۔ جاگر نہ جگاتی
نیند اُس کو نہ آتی۔ جوبن کی وہ ماتی تیوری نہ ہلاتی۔
اور چٹکیوں میں میرے تئیں صبح اڑاتی۔ ہاتھوں پہ نچاتی۔ گاتی نہ بجاتی
کھاتے کو نہ کھاتی۔ پھر تو نہ بلاتی۔ سو سوہلی گاتی۔

پہیلی

وہ کون جسے یوں سے اودھر دیکھو تو چلو
دھیڑ نہ وہ آیو۔ آگے ہی سے آکر
گھر والی کے آنے کی خبر وہ ہی سناتا
مت بھول دوانی۔ کوا ارے جانی

ہے کون درخت ایک کہ پاوں تو پھل اُس کے
اور پھول سو اُلٹے ہیں مگر چار رہیں پنے
ماتھے پہ لگا چاند ہے اور ٹھوڑی پہ تارا
دنیا میں الٰہی۔ قائم رہے اُس کی

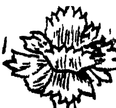
وہ کیا ہی شفقت فرکو لگے نہ ہو اُس سے
دکھلائی نہ دیوے پر دھوم مچاوے
کہتے ہیں بھلے لوگ جسے جان چڑا تا
سو کیا کہ وہ پچھے ۔ واللہ کے اچھے

وہ چیز بھلا کیا کہ مزے جتنے بنائے چھوٹے نہ بڑے آپ رہے جیسے کا تیسا	اللہ میاں نے سو سب ہیں اُسی میں او کار روائی کر جائے وہ سب کی

تمام شد

(مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)

کیا ریختی کہہ کہہ کے کیا نام ہی پیدا   ای جان ترا عیب بھی بہتر ہی ہنر سے



اب ملا [illegible]

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وہ کتاب جس کی لوگ عرصہ سے جستجو کر رہے تھے چھپ گئی
کتب خانوں کی چھان بین، اور دوستوں کی خوشامد سے چھٹکارا مل گیا۔ یہ وہی نادر
کتاب ہی جس کو دیوان جان صاحب کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جو
لکھنؤ کے مشہور ریختی گو شاعر **میر یار علی جان** کا سرمایۂ عمر ہی۔ اگر لکھنؤ کی
بیگماتی ٹکسالی زبان، مستند اردو محاورے اور واجد علی شاہ کے زمانے کی
معاشرت کا فوٹو دیکھنا ہو تو اس کتاب کو پڑھیے اور لطف اٹھایئے اس کا دیباچہ
جس کو مصور لطافت آغا حیدر حسن صاحب دہلوی نے اپنے پورے زور قلم سے
بیگماتی زبان میں لکھا ہی سونے پر سہاگے کا کام دیتا ہی۔ سائز مختصر جلد خوشنما

معہ فرہنگ بیگماتی محاورات۔ قیمت مجلد (عہ)

منیجر نظامی پریس بک ایجنسی بدایوں یو۔پی